www.novelsclubb.com
غلطی سے محبت
بنتِ فیاض
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

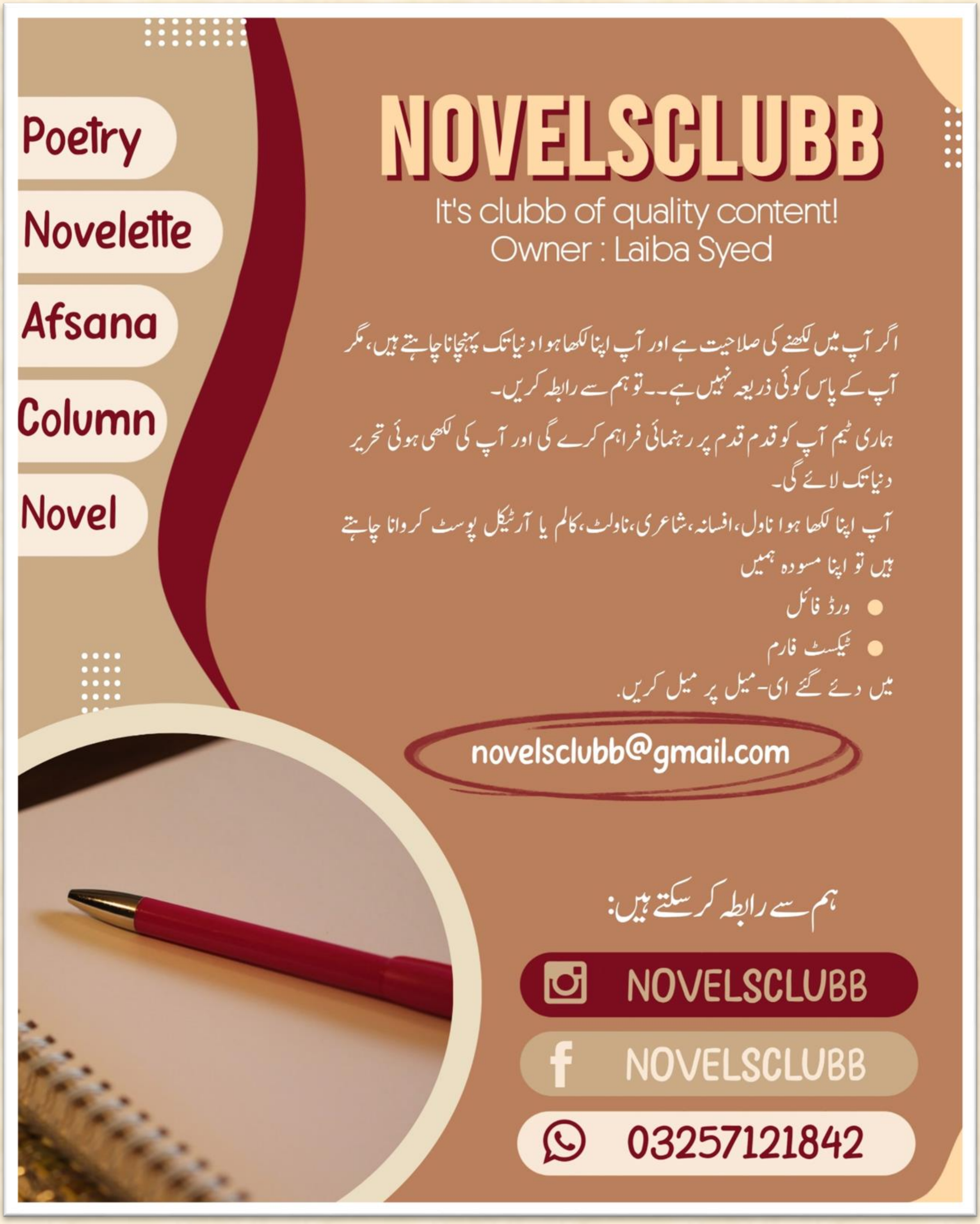
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

غلطی سے محبت

از قلم

بنتِ فیاض

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

انتساب

ہماری بہترین کزن زہرہ بتول اور تمام دوستوں کے نام

《☆☆☆》

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سڈنی کرکٹ اسٹیڈیم میں آج کرکٹ کے شائقین کا سیلاب امڈ آیا تھا۔ بورڈ پر "ہاؤس فُل" کا نوٹس جگمگا رہا تھا۔ فیلڈ لائٹس کی روشنی میں سبز میدان چمک رہا تھا۔ اسٹیڈیم کے ہر کونے میں بیٹھے ہزاروں شائقین کی نظریں میدان پر جمی تھیں۔ مداح انگلیاں دانتوں میں دابے دم سادھے بیٹھے تھے۔

"پاکستان بمقابلہ سری لنکا" آج ایشیا کپ کا سیمی فائنل تھا۔ میچ سنسنی خیز مرحلے میں داخل ہو چکا تھا۔ مخالف ٹیم کو جیت کے لیے چار گیندوں پر فقط پانچ رنز درکار تھے۔ تماشائیوں کی سانسیں جیسے رُک سی گئی تھیں۔ باؤلنگ اینڈ پر پاکستان کا لیفٹ آرم فاسٹ باؤلر کھڑا تھا۔ جس کے ہاتھ میں آج کے میچ کا فیصلہ رکھ دیا گیا تھا۔ دراز قد، ایتھلیٹک جسم اور ہلکی داڑھی والا کھلاڑی سبز جرسی میں ملبوس پُر اعتماد کھڑا تھا۔ پشت پر 15 جرسی نمبر واضح ہو رہا تھا۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ سفید گیند ہاتھوں میں لیے اسکی نظریں وکٹ پر جمی تھیں۔ جبکہ پاکستانی کرکٹ شائقین کی نظریں حمزہ ابتصام پر۔

"حمزہ ابتصام آخری اوور کی اگلی گیند کے لیے تیار۔۔۔ سری لنکا کو جیت کے لیے فقط پانچ رنز درکار۔" کمنٹیٹر چیخ چیخ کر شستہ انگریزی میں بول رہا تھا۔

حمزہ نے ایک نظر مجمعے پر ڈالی اور 150kph کی رفتار سے دوڑتے ہوئے گیند بلے باز کی طرف اچھالی۔ اگلے ہی لمحے گیند بجلی کی رفتار سے بلے باز کی طرف گئی۔ بلے باز نے پوری قوت سے شاٹ کھیلی۔ گیند فضا میں بلند ہوئی۔ شائقین کی نظریں اب گیند کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔

ایک

دو

تین

اور اگلے ہی لمحے گیند مِڈ آف پر کھڑے کھلاڑی کے ہاتھ میں تھی۔

آؤٹ۔۔۔آؤٹ۔۔اسٹیڈیم میں مداحوں کا شور بلند ہوا۔ سب پاکستان کے نعرے لگانے لگے۔ کھلاڑی خوشی سے اک دوجے کو گلے لگا رہے تھے۔ حمزہ کی نگاہیں مجمعے میں سفر کرتی ہوئی اک جگہ رکیں اور وہیں الجھ گئیں۔ پچھلی نشستوں میں قدرے آخری نشست پر بیٹھی لڑکی, سامنے کھلے لیپ ٹاپ میں مصروف تھی۔ شور پر اس نے ایک بیزار نگاہ مجمعے پر ڈالی اور اپنے باپ سے مخاطب ہوئی, جو کہ برابر والی نشست پر بیٹھے پورے ذوق و شوق سے نعرے بازی میں حصہ لے رہے تھے۔

"بابا ! آپ جانتے ہیں ناں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ آرام سے دیکھیے۔"اس نے نرمی سے باپ کو سمجھایا۔ وہ ہاں ہاں کرتے دوبارہ کھیل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لڑکی نے دوبارہ اپنی توجہ لیپ ٹاپ کی طرف مبذول کرلی۔ حمزہ کو حیرانی ہوئی۔ اتنی سنگین صورتِ حال میں وہ لڑکی کھیل اور اسکے شائقین سے سخت بیزار لگتی تھی۔

وہ زیرِلب بڑبڑایا اور سر جھٹکتا دوبارہ کھیل "Strange" کی طرف متوجہ ہوا۔

تین گیندوں پر دو وکٹس اڑ چکی تھیں۔اب آخری گیند پر پانچ رنز بنانے تھے۔ فیصلہ آخری گیند نے کرنا تھا۔

Clubb of Quality Content

حمزہ نے گیند پھینکی۔ گیند بلے باز کے بلے سے ٹکراتی ہوئی پیچھے کھڑی وکٹ پر جا لگی اور لال بتی روشن ہوئی۔

"آؤٹ" کا اعلان ہوتے ہیں شائقین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

کھلاڑیوں نے حمزہ کو کندھے پر اٹھالیا۔ اسٹیڈیم میں ہر طرف اسکا نام گونج رہا تھا۔ ٹی وی نیوز , سوشل میڈیا کی ہر خبر کی سرخی "حمزہ ابتصام" تھا اور انسٹا گرام کی ہر سٹوری میں اسکا چہرہ۔ آج وہ

ایک چڑھتا سورج بن چکا تھا جسے سب سلام کر رہے تھے۔ وہ باری باری سب سے مل رہا تھا۔ کچھ دیر بعد نگاہ بھٹکتی ہوئی دوبارہ وہیں جا ٹھہری۔ وہ لڑکی اب کھڑی ہو کر اپنے باپ کو باہر چلنے کا کہہ رہی تھی۔

"میقات عالم! کبھی میری بات بھی مان لیا کرو۔" انہوں نے واپس جانے پر احتجاج کیا تھا۔

"آپ کی مان کر ہی ہم یہاں آئے ہیں بابا۔ اب آپ کی باری میری بات ماننے کی۔" نرم لہجے میں کہتی, ان کا بازو تھامے وہ باہر کی جانب بڑھ گئی۔ چہرے پر پاکستان کی جیت کی کوئی خوشی نہیں تھی, البتہ تھکن کے آثار واضح تھے۔

سیاہ آنکھوں نے خارجی دروازے تک اسکا پیچھا کیا تھا۔

سر جھٹک کر کہتا وہ انٹرویو کے لیے بڑھ گیا"Strange"۔

《☆☆☆》

لاہور کے آسمان پر بادلوں کا راج تھا۔ سورج نکلنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ منظر شہرِ محبت لاہور کے وسط میں واقع ایک وسیع و عریض خوبصورت بنگلے کا تھا۔ بنگلے کے عقبی حصے میں گارڈن تھا۔ جو رنگ برنگے پھولوں اور پودوں سے سجا ہوا تھا۔ سیاہ رنگ کے لان کے سوٹ میں ملبوس لڑکی

Clubb of Quality Content

پائپ اٹھائے پودوں کو پانی دے رہی تھی۔ سٹیپس میں کٹے سیاہ بال ہوا کے سنگ ہلکے ہلکے اڑ رہے تھے۔ وہ اپنے کام میں محو مسکراتی ہوئی گنگنا رہی تھی۔ کہ اسکی نظر دوسری جانب سے آتے اس شخص پر پڑی جو نک سک سا تیار اسی طرف آرہا تھا۔ رافع ہمدان کو دیکھتے ہی عینم گلؔ کی آنکھیں شرارت سے چمکیں۔ صبح صبح شکار ہاتھ آیا تھا۔ وہ اس کے قریب آکر کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔ عینم ہاتھ میں پکڑے پائپ کا رخ اسکی جانب کر چکی تھی۔

"اوئے کرنانی چڑیل"۔۔ رافع ہاتھ آگے کرتا چلایا۔

"گُڈ مارننگ کزن ڈئیر سٹ"۔۔ وہ ہنستے ہوئے اسے بھگو رہی تھی۔

رافع نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"تو صبح صبح جنگ کا اعلان؟" اس نے ابرو اچکائے۔

رافع پورا بھیگ چکا تھا جبکہ عینم اس کامیاب وار پر کھکھلا رہی تھی۔ وہ گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر کر انہیں پیچھے کرتا اس کے قریب ہوا۔ اور جھٹ سے اسکے ہاتھ سے پائپ چھینا۔ اب عینم کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ زکوٹا جن ! دیکھو میں تمہاری دوست ہوں ناں۔۔۔" وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔ جبکہ رافع مسکراتا ہوا پائپ کا رخ اسکی جانب کر چکا تھا۔ اب رافع کے دل کو تسلی ہوئی کیونکہ فائنلی عینم بھی بھیگ چکی تھی۔ اور رافع کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

"ناؤ مارننگ اِز گُڈ کرنانی چڑیل" رافع نے ہنستے ہوئے کہا۔

عینم نے اسکی کمر میں ایک مکا جڑا۔ ایک بار پھر رافع پائپ تھام چکا تھا اور وہ دونوں پورے لان میں ہنستے مسکراتے کھلکھلاتے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ دوسری منزل کی بالکنی میں کھڑے شہاب الدین صدیقی صاحب انہیں دیکھ کر سر نفی میں ہلاتے مسکرا دیے۔

"ان کا بچپنا کبھی ختم نہیں ہوگا"۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے خود کلامی کی۔

(شہاب الدین صاحب کے دو پوتے حمزہ ابتصام اور رافع ہمدان اور اکلوتی پوتی عینم گل ہی ان کی زندگی تھے۔ جنہیں دیکھ کر وہ جیتے تھے۔ عینم گل سب کی لاڈلی ہونے کے ساتھ ساتھ دادا کی حد سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جسکی کوئی بھی بات نہ ماننا ان کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ حمزہ اور رافع کو بارہا اسکی وجہ سے ڈانٹ پڑتی تھی۔ مگر کوئی اسے کچھ نہیں کہتا تھا۔ دادا, حمزہ, رافع اور چچی جان کے لاڈ پیار میں وہ ایک پھول کی طرح پلی بڑھی تھی۔

عینم اور رافع ایک ہی یونی میں پڑھتے تھے۔ اور یونی والے ان دونوں سے بے حد تنگ تھے۔ رافع کے ایک ادھ دوست تھے جبکہ پوری یونی عینم کی دوست کہلاتی جاتی تھی۔)

لاؤنج سے آتی حلیمہ بیگم کی آواز پر عینم بھاگتی ہوئی اندر آئی۔ دوپٹہ ایک کندھے پر جھول رہا تھا۔ رافع بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ حلیمہ بیگم گود میں لیپ ٹاپ رکھے حمزہ سے کل کے میچ کے متعلق گفتگو کر رہی تھیں۔ اور ساتھ ہی صحت کا خیال نہ رکھنے پر اسے ڈانٹ رہی تھیں۔

"بھائی کی کال ہے چچی جان؟" عینم نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں گل ۔یہ لو بھائی سے بات۔۔۔" عینم اور رافع کی حالت دیکھتے ان کا جملہ منہ میں رہ گیا۔

"یااللہ! میں کیا کروں ان دونوں کا۔" انہوں نے سر پیٹتے ہوئے سکرین کا رخ ان کی طرف کیا۔

ان دونوں کو سر سے پیر تک بھیگا ہوا دیکھ سکرین کے پار سے حمزہ کا قہقہہ بلند ہوا۔

"عینا"۔۔۔حمزہ نے اُسے پکارا۔

"جی بھائی۔" عینم نے دانت نکالے۔

"جاؤ بچے چینج کر کے آؤ ذرا پھر بات کرتا ہوں تم دونوں سے۔" حمزہ نے مصنوعی ڈانٹ لگائی۔

"بھائی آپ تو جانتے ہیں میں کتنی شریف اور سیدھی سادھی لڑکی ہوں۔ یہ زکوٹا شروع کرتا ہے ہر بار۔" اس نے دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پہ سجائے آنکھیں ٹپٹپائیں۔

"اللہ معاف کرے۔۔۔ حمزہ دیکھ رہے ہو اپنی بہن کو۔ یہ کرنانی چڑیل ہر بار معصومیت کا ڈرامہ کر کے میری فیلڈنگ سیٹ کرواتی ہے۔" رافع نے جل کر کہا۔

"چلو جاؤ تم دونوں یہاں سے اور دادا کو بھیجو حمزہ سے بات کر لیں۔" حلیمہ بیگم نے ڈپٹا تو وہ دونوں اپنے اپنے رومز کی اور چل دیے۔

☆☆☆

قریباً آدھے گھنٹے کے بعد لاؤنج کا منظر کچھ یوں تھا کہ عینم گل صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے گود میں لیپ ٹاپ رکھے ہوئے تھی۔ ساتھ ہی زکوٹا جن براجمان تھا۔ حلیمہ بیگم اور دادا سامنے والے صوفے پر بیٹھے تھے۔

"بھائی یو نو واٹ! میرا ڈی ایم تو ریکویسٹس سے بھر چکا ہے۔ حمزہ ابتصام کی بہن ہماری حمزہ سے بات کروا دیں۔ ایک آٹو گراف دلا دیں۔۔۔ افففف اور طرح طرح کے میسجز موصول ہو رہے ہیں۔" عینم چہکتی ہوئی بتا رہی تھی اور حمزہ مسکرا رہا تھا۔

"یار حمزہ! جلدی پاکستان پہنچ۔اس بار میں اور کرنانی چڑیل تجھ سے بڑی والی ٹریٹ لیں گے۔"

رافع نے لقمہ دیا۔

"ارے بھائی ڈبل ٹریٹ ہے اس بار تو, مین آف دی میچ ہونے کی بھی اور راتوں رات انسٹا گرام پر دو ملین فالورز کی بھی۔اب کی بار حمزہ چونکا۔ میچ کے بعد سے ابھی تک اس نے انسٹا گرام چیک نہیں کیا تھا۔رافع نے بھی حیران ہو کر عینم کو دیکھا۔

"کیا بات کر رہی ہو واٹر فال ؟"اس نے حیرت سے کہا۔

حمزہ نے انسٹا گرام کھولا۔ وہاں ایک ملین نئے فالورز کا اضافہ تھا۔ان گنت سٹوری مینشنز اور ریکویسٹس۔

ان سب کو وہیں چھوڑ کر عینم کچن میں گئی اور فریج سے کیک نکالا۔ جس پر two Million for shadow striker لکھا ہوا تھا۔حمزہ کے دوست اور ٹیم میٹس اسے زیادہ تر اسی نام سے بلاتے تھے۔جو کہ عینم کو بہت اچھا لگتا تھا۔لہذا اُس نے کیک پر بھی یہی نام لکھ دیا۔ پھر سکرین پر حمزہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے کیک کٹ کیا اور باری باری سب کو کھلایا۔ صدیقی مینشن میں خوشیوں کا ڈیرا جما ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

"چلواب جلدی گھر لوٹو۔" چچی جان نے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسے کیسے لوٹے۔" کہتے ہوئے دادا نے سکرین کا رخ اپنی جانب کیا۔ "بھئی بھارت سے فائنل جیتو گے تو پاکستان آنا۔ ورنہ وہیں سڑتے رہنا۔اس گھر میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔" دادا نے دھمکی لگائی۔

جس پر حمزہ سمیت سب کا قہقہہ ابھرا۔

کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ نہ پاکر رافع نے کیک کا ایک بڑا سا ٹکڑا اٹھایا اور عینم کے منہ پر مل دیا۔اور فوراً اپنے بچاؤ کیلئے باہر کی جانب بھاگا۔ عینم غصے سے تن فن کرتی اسکے پیچھے بھاگی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتی وہ مین گیٹ عبور کر چکا تھا۔

"واپس آؤ تم ذرا زکوٹے جن تمہیں تو میں مزہ چکھاتی ہوں۔" بلند آواز سے اسے دھمکی دیتی اندر کی جانب پلٹ گئی۔

《☆☆☆》

آسٹریلیا کی وہ صبح کافی ٹھنڈی اور خوشگوار تھی۔ صبح کے دس بج رہے تھے۔ سورج اُفق پر طلوع ہو رہا تھا۔ مگر اسکی دھوپ جلھساتی ہوئی نہیں بلکہ سکون بخش تھی۔ فرسٹ فلیٹ پارک کی پگڈنڈیوں پر کچھ لوگ آہستہ آہستہ چہل قدمی کر رہے تھے۔ کہیں کوئی بینچ پر بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا تو کہیں سیاح یہاں کے خوبصورت مناظر کیمرے کی آنکھ میں قید کر رہے تھے۔

پارک کے ایک طرف شاندار شنگریلا سڈنی ہوٹل، اپنی بلند و بالا عمارت کے ساتھ ایستادہ تھا۔ جبکہ دوسری جانب "فور سیزنز سڈنی" کی شیشے کی دیواریں سورج کی روشنی کو منعکس کر کے ماحول کو مزید روشن بنا رہی تھیں۔ دونوں ہوٹلز کے درمیان واقع پارک شہر کے شور کے درمیان نرم سا وقفہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پارک کے بیچ صوفہ نما بینچ پر اس وقت میقات, جہانزیب عالم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ عالم صاحب ایک انگریز بچے سے مسکرا کر بات کرتے ہوئے اسکی شستہ انگریزی کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جبکہ میقات ہنوز لیپ ٹاپ میں مصروف تھی۔ ماتھے پر شکنوں کا جال تھا۔ کتھئی رنگ کا پلین سوٹ پہنے, دوپٹہ شانوں پر پھیلائے اور بالوں کی پونی ٹیل بنائے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔ میک اپ سے پاک چہرہ ہمہ وقت سنجیدہ تھا۔ اس کے گہرے بھورے خوبصورت بال اسکی

ڈریسنگ کا حصہ لگتے تھے۔ وہ مہارت سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتی وقفے وقفے سے چہرے پر آئی لٹوں کو پیچھے کر رہی تھی۔

شنگریلا سڈنی ہوٹل میں حمزہ ابتصام کی صبح ہوئی تھی۔ الارم کی آواز پر اسکی آنکھ کھلی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر الارم بند کیا۔ پھر واپس سیدھا ہو کر لیٹا۔ بے ساختہ ذہن میں اک خیال سا چمکا۔ "کرکٹ اور اس کے شائقین سے بیزار لیپ ٹاپ پر مصروف لڑکی۔" اسکے لبوں پر ہلکی مسکراہٹ آئی۔ "سٹرینج" اس نے زیرِ لب کہا۔ پھر سر جھٹکتا اُٹھ بیٹھا۔ برابر میں سوئے ہوئے ساحل پر ایک نظر ڈالتا وہ کھڑکیوں پر سے پردے ہٹانے لگا۔ پردے پیچھے کر کے وہ دھوپ کی تازگی کو محسوس کرتے انگڑائی لینے لگا کہ اس کے ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گئے۔ سامنے پارک میں بینچ پر وہ بیٹھی دکھائی دی۔ اسے گویا اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے ملیں، پھر دوبارہ کھول کر دیکھا۔ منظر اب بھی وہی تھی۔ سورج کی کرنیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ پچھلی بار والی سنجیدگی اب بھی قائم تھی۔

"یہ تو وہی لڑکی ہے۔" اس نے حیرت سے کہا۔

مسکرا کر کہتا کھڑکی کے ساتھ ٹیک لگا کر "The Nova"

Clubb of Quality Content

اسے دیکھنے لگا۔ وہ وقفے وقفے سے ایک نظر ساتھ بیٹھے باپ پر ڈالتی پھر لیپ ٹاپ میں مصروف ہو جاتی۔

"بھئی پارک میں بیٹھ کر, آئی مین پبلک پلیس میں لیپ ٹاپ کون یوز کرتا ہے۔" اسے حیرانی ہوئی۔

"سٹرینج"۔ حمزہ نے دھیرے سے کہا۔

"اوئے! تم اکیلے میں کس سے باتیں کر رہے ہو؟" ساحل جاگ چکا تھا۔ اور اس پر ظلم یہ کہ حمزہ کی باتیں بھی سن چکا تھا۔ اسکی آواز پر وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوتا کھڑکی سے دور ہٹا۔

"لگتا ہے ہمارے شیڈو اسٹرائیکر پر کل کے میچ کا کچھ زیادہ ہی اثر ہو گیا ہے۔ خوشی کے مارے خود سے ہی باتیں کرنے لگا ہے۔" ساحل نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

"ویسے کون ہے وہاں؟" وہ آگے ہو کر کھڑکی سے جھانکنے لگا۔

"کوئی نہیں پاگل انسان۔ جا یہاں سے۔" حمزہ نے اسے پرے دھکیلا۔ خفت سے اس کے کان سرخ پڑ چکے تھے۔

☆☆☆

"میقات بیٹا! تھوڑی دیر کیلئے تو لیپ ٹاپ چھوڑ دو۔ جب سے بیٹھی ہو اسی میں گھسی ہوئی ہو۔" آخر کار عالم صاحب نے اسکی منت کی تھی۔

"بابا!۔۔۔۔"اس نے خفا نظروں سے انکی جانب دیکھا۔ بابا آپ جانتے ہیں ناں ہم کتنی مشکل سے یہاں آئے ہیں۔ صرف آپ کے علاج کیلئے۔ باس نے اسی شرط پر آنے دیا تھا کہ میں ورکنگ آورز میں اپنا کام کرونگی۔ اگر کام نہ کیا تو وہ فائر کر دیں گے۔"اس نے بیچارگی سے کہا تو عالم صاحب نے سر جھکا دیا۔

"میں نے سارا بوجھ تم پر ڈال دیا۔ مجھے معاف کرنا میری بیٹی۔" انکی آواز میں نمی کا لمس تھا۔ میقات نے انکی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بابا! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ سب کرنا میرا فرض ہے۔اور ہم تو پارٹنرز ہیں ناں۔ تھوڑی مشکلات آپ نے جھیلیں اب تھوڑی میں جھیل لونگی۔ کیا فرق پڑتا ہے۔"اس نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

جہانزیب کو اس لمحے اپنی بیٹی پر بہت سارا پیار آیا۔ انہوں نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میقات نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

"چلے آئیں واک کرتے ہیں۔" وہ لیپ ٹاپ بند کرتی انکا ہاتھ پکڑ کر اٹھانے لگی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے باپ کے ساتھ مسکرا کے باتیں کرتی پگڈنڈی پر چل رہی تھی۔ اگر حمزہ اس وقت Nova girl کو بات کرتا یا مسکراتا دیکھ لیتا تو یقیناً چونک جاتا۔

《☆☆☆》

عینم گل پچھلے تین گھنٹے سے بیڈ پر لیٹی اسکرولنگ کر رہی تھی۔ بالآخر بلاوجہ کی اسکرولنگ سے تنگ آکر اس نے فون سائیڈ پر رکھا۔ اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کیا کروں۔۔۔ کیا کروں؟ میک اپ کرتی ہوں۔" "نہیں یار۔۔۔۔ وہ بوریت دور کرنے کیلئے ادھر اُدھر نظر دوڑاتی کوئی کام تلاش کر رہی تھی۔ اس کام کا تعلق کام سے کم از کم نہیں ہوناتھا۔

"اوہ۔۔۔ یاد آیا۔۔۔" اس کے چہرے پہ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ "میرے پاس تو زکوٹا جن ہے ناں۔۔۔ میں کیسے بھول سکتی ہوں۔" وہ اپنے سر پہ چپت لگاتی جوتا پہن کر باہر کو لپکی۔

کچن سے پانی کی بوتل اٹھاتے اس نے رافع کے روم میں جانے کے لیے سیڑھیوں کا رُخ کیا۔

"اوئے زکوٹے جن! تم یہاں۔۔۔" اس نے رافع کو سیڑھیوں میں گُم سُم بیٹھا دیکھ کر پوچھا۔

"ایسے کیوں بیٹھے ہو چیری بلاسم؟" وہ اس سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھ گئی۔

"یار وہ آئلہ۔۔۔۔ چلی گئی بریک اپ کر کے۔" اس نے اداسی چہرے پہ سجائے مسئلہ بتایا۔

پانی پیتی عینم کو زبردست اچھو لگا۔ اس نے دوسری طرف منہ کر کے اپنے تاثرات کنٹرول کیے۔

"اوہ۔۔۔ کیوں چلی گئی وہ؟" اس نے مصنوعی افسردگی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں یار۔۔ کون ہے میری جان کا دشمن۔ کسی نے اسے میرے بارے میں عجیب اُلٹی سیدھی باتیں بتائی ہیں۔" رافع نے جھنجھلا کر کہا۔

"مثلاً۔۔ جیسا کے؟" عینم نے معصومیت سے پوچھا۔

"یہی کہ اس کو مرِگی کے دورے پڑتے ہیں, راہ چلتی لڑکیوں کو چھیڑتا ہے, اور اسکا دماغی توازن بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اور میرے ایسی ایسی لڑکیوں کے ساتھ چکر ہیں۔ اور تو اور اس نے مجھے میری وہ تصاویر بھی دکھائیں جو میں نے خود کبھی نہیں دیکھیں۔" ایک بار ملے مجھے وہ خبیث انسان۔ اور آئلہ نے بھی اسکی باتوں پر ایسے یقین کر لیا جیسے میرے گھر میں رہتا ہو۔ اور اپنا آخری جملہ کہتے رافع کو جھٹکا لگا۔ اور تبھی عینم گلِ کھلکھلاتی ہوئی دادا کے روم کی جانب بھاگی۔ اور رافع نے اپنی عقل پر ماتم کیا تھا۔ اپنی سب سے بڑی دشمن کو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔

"عینم گلِ سے پنگا لینا مہنگا پڑ سکتا ہے کہا تھا ناں۔" اسے منہ چڑاتی وہ اپنی محفوظ پناہ گاہ یعنی دادا کے روم میں داخل ہو چکی تھی۔

جبکہ رافع شدید صدمے میں تھا۔

《☆☆☆》

27 فروری کو انڈیا پاکستان کا فائنل تھا جس میں پاکستان ہمیشہ کی طرح سب کی توقعات کا بیڑا غرق کرتا ہار چکا تھا۔ یہ نئی بات نہیں تھی لیکن فینز کے لیے ہر صدمہ نیا صدمہ تھا۔ ٹیم ان سب سے بے نیاز شنگریلا سڈنی ہوٹل کے ملحقہ ریسٹورینٹ میں ڈنر میں مصروف تھی۔ حمزہ کی ذاتی پرفارمنس البتہ اچھی رہی تھی۔ ڈنر سے فارغ ہو کر وہ روم کی جانب جا رہا تھا کہ دادا کی کال موصول ہوئی۔(آہمم۔۔۔اب تو عزت افزائی پکی تھی۔)

"السلام علیکم دادا جان۔" اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ سلام میں پہل کی۔

"وعلیکم السلام برخودار۔" دادا کے چہرے کے تاثرات سخت لگتے تھے۔(ظاہر ہے فین کا ہارٹ بریک ہوا تھا۔)

"کیسے ہیں دادا جان؟"

"وہ چھوڑو تم یہ بتاؤ کیا کیا آج کے میچ میں"؟

"اوہو دادا جان ! چلتا ہے۔ ریلیکس۔۔ ہار اور جیت تو کھیل کا حصہ ہے"۔اس نے نارمل انداز میں کہا۔

"بیٹا جیت کہاں ہے؟ یہاں تو ہمیں ہار ہی مل رہی ہے اور بار بار مل رہی ہے"۔انداز مایوس کن تھا۔

"بہر حال ! اس میچ کو ہارنے کے جرم میں ہم تمہیں جائیداد سے عاق کر رہے ہیں۔ واپس پاکستان آنے کی ضرورت نہیں۔وہیں سڑتے رہو۔"

"واٹ ! دادا جان ایک میچ کی وجہ سے آپ میرے ساتھ یہ ظلم کریں گے۔میں نے تو اچھا پرفارم کیا۔"۔حمزہ کو سخت صدمہ لگا تھا۔

"ہم کچھ نہیں جانتے۔بس !۔۔۔"دادا جان نے کال کاٹ دی۔

حمزہ نے فون کو گھورا۔ پھر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

کھڑکیوں کے آگے پردے برابر کرتے اسے کچھ یاد آیا, یا شاید کوئی یاد آیا۔اس دن کے بعد اسے وہ کہیں نہیں دکھائی دی تھی۔ پھر وہ پریکٹس میں مشغول ہو گیا تو ذہن اسکے خیال سے غافل ہو

گیا۔ میچ کے دوران بے ساختہ اسکی نظر اس جگہ گئی جہاں چند دن پہلے وہ بیٹھی تھی۔ مگر وہ وہاں موجود نہیں تھی۔

"کہاں سے آئی تھی؟ کہاں چلی گئی؟" بیڈ پر بیٹھتے اس نے خود کلامی کی۔

تھوڑی دیر بعد کچھ سوچ کر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھاتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اتنا تو طے تھا کہ وہ ان کے ہوٹل میں نہیں ٹھہری تھی۔ لہذا وہ دوسرے ہوٹل کی طرف گیا۔

☆☆☆

شنگریلا سڈنی کے سامنے ایستادہ فور سیزنز ہوٹل کے ریسیپشن پر کھڑا حمزہ ریسپشن گرل کو فون پر کسی کی تصویر دکھا رہا تھا۔ (جو اس نے میچ ہائی لائٹس میں اس کے نظر آنے پر سکرین شاٹ لے رکھی تھی۔)

"یہ آپ کے ہوٹل میں ٹھہری ہیں کیا؟" اس نے ابرو چکا کر پوچھا۔

"یس سر یہ اپنے فادر کے ساتھ ہمارے ہوٹل میں ہی ٹھہرے تھے۔" لڑکی نے پیشہ وارانہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"گُڈ۔ کیا آپ مجھے ان کا روم نمبر بتا سکتی ہیں؟ مجھے ان سے کچھ کام ہے۔"

"روم نمبر 40 سر۔ سوری لیکن یہ لوگ آج صبح ہی چیک آؤٹ کر گئے ہیں"۔ وہ شستہ انگریزی میں بول رہی تھی۔

"اوہ نو۔۔ حمزہ نے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔" چہرے پر غم اور مایوسی پھیل چکی تھی۔

"آپ مجھے ان کے روم کی کیز دے سکتی ہیں؟" کچھ سوچ کر اس نے پوچھا۔

"سوری سر بٹ ہم یہ نہیں کر سکتے۔"

"پلیز! مجھے بس کچھ دیکھنا ہے۔"

وہ بس اس کے روم میں جا کر اسکی خوشبو محسوس کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس وقت خود کو واقعی بے بس محسوس کر رہا تھا۔

"اوکے آپ یہ کیز لے جایئے۔" اس نے چابیاں حمزہ کے ہاتھ میں دیں جسے تھامتا ہوا وہ اوپر کو بھاگا۔

"اندر داخل ہوتے ہی نسوانی عطر کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تو لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ادھر اُدھر گھوم پھر کر دیکھنے کے بعد وہ جانے لگا تو اس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے لیپ

Clubb of Quality Content

ٹاپ کے کور پر پڑی۔ اس نے پاس جا کر چیک کیا۔ لیپ ٹاپ اندر موجود تھا۔ لیپ ٹاپ دیکھتے اسے پھر سے وہ مصروف سی لڑکی یاد آئی۔

"اوہ مسٹری گرل, خود تو چلی گئی, پر شکر ہے کوئی نشانی تو چھوڑ گئی۔"

وہ لیپ ٹاپ اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"سر! آپ یہ نہیں لے جا سکتے۔ ہمارے ہوٹل کے رولز کے خلاف ہے۔"

ایک بار پھر ریسیپشن پر بحث چل رہی تھی۔

"دیکھیں یہ میری دوست ہے۔ ہماری ناراضگی چل رہی تھی تو وہ مجھے بنا بتائے چلی گئی۔ میں ان تک یہ بحفاظت پہنچا دوں گا۔ آپ میرا یقین کریں۔" وہ اسے مطمئن کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

"سوری سر آئی کانٹ۔۔۔"

"اوہ حامزہ یو!" اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتی ہوٹل کا مینیجر وہاں آنکلا۔

"اوہ ہائے!" حمزہ مسکرایا۔

"کیا ہوا؟" مینجر نے سوالیہ نظروں سے ریسپشن گرل کو دیکھا۔

لڑکی کی مختصراً ساری بات بتائی۔

"آپ یہ لے جا سکتے ہیں حامزہ۔" وہ اپنائیت سے بولا۔

وہ بہت خوبصورت انگریزی بولتا تھا۔ اگر وہ حمزہ کو حامزہ نہ بولتا تو زیادہ اچھا لگتا۔

حمزہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"تھینک یو سو مچ مسٹر کین۔" اس نے دل سے شکریہ ادا کیا۔

"لیکن اس کے لیے آپ کو مجھے بھی کچھ دینا ہو گا۔"

"کیا؟" حمزہ نے ناسمجھی سے دیکھا۔

"صرف ایک سیلفی۔ آپ کی پرفارمنس دیکھ کے میں آپ کا فین ہو گیا ہوں۔"

حمزہ کا منہ خوشی سے کھل گیا۔

"اوہ شیور! ایک نہیں دس سلیفیز لو۔ بس مجھے یہ لے جانے دو۔"

پھر حمزہ اس کے ساتھ سلیفی لے کر اسے فین مومنٹ میں چھوڑ کر چلا گیا۔

《☆☆☆》

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیب میں بیٹھی وہ مسلسل لب کاٹ رہی تھی۔ لیپ ٹاپ اس کی کل متاعِ حیات تھا۔ اور وہ بھی وہیں رہ گیا۔ اس نے ہوٹل میں کال ملائی تو معلوم ہوا کہ اسکا کوئی دوست لیپ ٹاپ لے گیا ہے۔ اسے سخت حیرانی تھی کہ اسکا وہاں کوئی دوست نہیں تھا تو لیپ ٹاپ کون لے کے جا سکتا ہے۔ اپنے اس نقصان پر اسے ڈھیر سارا رونا آیا۔

بابا کی طرف سے اب اُسے زیادہ پریشانی نہیں تھی۔ ان کا علاج مکمل ہو چکا تھا۔ اور ڈاکٹرز کے مطابق وہ جلد صحت یاب ہو جائیں گے۔ جہانزیب عالم کے علاج پر انہوں نے اپنی تمام جمع پونجی لگا دی تھی۔ یہاں تک کہ علاج کے لیے آسٹریلیا جانے کے لیے انہیں اپنا گھر بیچنا پڑا۔ عالم صاحب کے ایک دوست نے انکی واپسی سے پہلے کرایے کے گھر کا بندوبست کر دیا تھا۔ اسکی جاب سیٹلڈ تھی۔ مگر دل میں آنسو بھر رہے تھے۔

"میقات بیٹا!" ساتھ بیٹھے عالم صاحب نے اسے پیار سے پکارا۔ اس نے چہرہ ان کی جانب موڑا۔

"جی بابا!" اس نے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"کس بات کی پریشانی ہے بیٹا؟ لیپ ٹاپ کی فکر نہ کرو۔ میں ٹھیک تو ہو گیا ہوں۔ اب پھر سے فیکٹری جاؤں گا ناں تو نیا دِلا دوں گا۔"

Clubb of Quality Content

"کوئی پریشانی نہیں بابا۔بس ایسے ہی۔"اس نے نظریں جھکا دیں۔

"میں اوور ٹائم لگا لوں گا میقات۔ ہم اپنا گھر بھی واپس لے لیں گے۔میں تو کہتا تھا بیچتے ہی نہیں۔ کل بھی تو مرنا ہے بندہ آج مر جائے۔کیا فائدہ۔۔"وہ رو میں بول چکے تھے جبکہ میقات کا سانس رُک گیا۔اس نے تڑپ کر باپ کی جانب دیکھا۔

"پلیز بابا! خدا کے لیے ایسا مت کہیں۔"وہ ان کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔۔"آپ کیوں اوور ٹائم لگائیں گے۔بلکہ آپ جاب نہیں کریں گے اب۔میں ہوں ناں۔آپ بس آرام کریں۔آپ کی صحت آپ کی زندگی میری طاقت ہے۔آپ کا ہاتھ جب تک میرے سر پر ہے میقات عالم پوری دنیا سے لڑ جائے گی, جیت جائے گی۔"

"میں بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں بیٹا۔"انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

"اور میری خوشی صرف آپ کو بالکل ٹھیک دیکھنا ہے۔آپ صحت یاب تو میں خوش۔"میقات نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہاں پر ذرا گاڑی تو روکو بھائی صاحب۔" انہوں نے ڈرائیور کا مخاطب کیا۔ "میں اس ہوٹل سے کھانا پیک کروا کے لے آتا ہوں۔ ٹائم کافی ہو گیا ہے۔ نئ جگہ ہو گی, ایڈجسٹ ہونے میں بھی وقت لگے گا۔ ٹھیک ہے میقات بچہ؟"

"بابا میں لے آتی ہوں۔" کہتے ہوئے وہ اٹھنے لگی۔

"تم بیٹھو بابا لے آتے ہیں۔" کہتے ہوئے وہ گاڑی سے نکلے۔

کھانا پیک کروا کر بیگ اٹھائے وہ روڈ کراس کرنے لگے کہ تیزی سے آتی بس انہیں ہِٹ کر چکی تھی۔ کیب میں بیٹھی میقات نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جہانزیب عالم کا وجود خون آلود ہوتا سڑک کے بیچ پڑا تھا۔ کھانے کے ڈبے پاس بکھر چکے تھے۔ چاول , سالن اور خون۔۔ سب گڈمڈ ہو رہا تھا۔۔۔

میقات شل, ساکت, بت بن چکی تھی۔ دماغ کچھ بھی پروسیس نہیں کر پا رہا تھا۔ جسم ہلنے سے انکاری ہو گیا تھا۔ سڑک پر آہستہ آہستہ ہجوم اکٹھا ہو رہا تھا۔

میقات نے اپنا وجود گاڑی سے نکلتا پایا۔ پھر اسے اپنے قدم دوڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔

Clubb of Quality Content!

"اتنا رش کیوں بنا ہوا ہے ؟" عینم نے رافع سے پوچھا۔ وہ دونوں شاپنگ سے لوٹ رہے تھے۔

ہجوم کی وجہ سے رافع نے گاڑی کو بریک لگائی۔

"رکو میں دیکھ کر آتا ہوں۔" کہتے ہوئے وہ گاڑی سے نکلا۔

"میں بھی آتی ہوں۔" عینم گل بھی اس کے پیچھے نکل پڑی۔

میقات ہجوم کو چیرتی ہوئی باپ کے پاس جا پہنچی تھی۔

"بابا۔۔۔ بابا اٹھیں۔" وہ اپنی گود میں ان کا سر رکھے, روتی, چلا رہی تھی۔

"ایمبولینس کو کال کر دی ہے ہم نے بیٹا۔" ایک بزرگ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

عالم صاحب نے بمشکل آنکھیں کھول کر اپنی بیٹی کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھا۔

رافع رش سے نکلتا آگے آیا۔ سامنے پڑے وجود کو دیکھ کر اسے جھٹکا لگا۔

"جہانزیب عالم"۔ اس نے بے یقینی سے کہا۔

"رافع یہ تو عالم انکل ہیں ناں۔ جو ہماری فیکٹری کے مینجر تھے۔" عینم بھی بے یقین تھی۔

"ہاں تم ان کی بیٹی کو سنبھالو۔ میں انہیں گاڑی میں ڈالتا ہوں۔"

اس کے کہنے پر عینم جلدی سے میقات کو اٹھانے لگی۔ رافع نے دو لوگوں کو ساتھ ملا کر جہانزیب عالم کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا۔ میقات بھی ساتھ بیٹھی تھی۔ آنکھوں سے مسلسل آنسو رواں تھے۔

☆☆☆

ہسپتال پہنچتے ہی انہیں فوراً آئی سی یو میں داخل کر دیا گیا۔ فارمز وغیرہ رافع نے ہی فل کیے تھے۔ پھر فون کر کے دادا کو اطلاع کی تو وہ فوراً ہسپتال چلے آئے۔

(ان کے دل میں جہانزیب عالم کا بہت بڑا مقام تھا۔ وہ ایک وفادار اور ایماندار آدمی تھی۔ جنہوں نے صدیقی صاحب کی فیکٹری کے لیے بہت محنت کی تھی۔ جب بیماری کی وجہ سے انہیں کام چھوڑنا پڑا تو صدیقی صاحب نے بارہا وجہ پوچھی۔ جسے انہوں نے بس مجبوری مجبوری کہہ کے ٹال دیا۔ پھر بہت زیادہ اصرار کرنے پر بھی جب وہ نہ مانے تو شہاب الدین صدیقی نے انہیں کافی زیادہ رقم انکی محنت اور ایمانداری کے انعام کے طور پر دے کر دعاؤں میں رخصت کر دیا۔ علاج کے آدھے پیسے تو وہی ہو گئے تھے۔ انہوں نے صدیقی صاحب کو بیماری کے بارے میں اس لیے نہ بتایا کہ وہ علاج کا ذمہ اپنے سر لے لیتے۔ عالم صاحب بس اسی احسان سے بچنا چاہتے تھے۔)

میقات مسلسل رو رہی تھی اور عینم اسے تسلیاں دے رہی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آئے تھے۔

"ڈاکٹر!"۔صدیقی صاحب ڈاکٹر کے قریب گئے۔

میقات ڈاکٹر کو دیکھتے ہی انکی جانب لپکی۔

"ڈاکٹر۔۔۔میرے بابا۔۔وہ ٹھیک تو ہیں ناں؟"اس نے روتے ہوئے آنسوؤں کے درمیان پوچھا۔

"وی آر سوری۔ہم انہیں نہیں بچا سکے۔"ڈاکٹر نے افسوس کے ساتھ کہا۔

میقات منہ پر ہاتھ رکھتے دو قدم پیچھے ہوئی۔الفاظ تھے یا کیا۔اسے یوں لگا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کان میں انڈیل دیا ہو۔

"نن۔۔نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔میرے بابا۔۔بابا۔۔بابا۔۔۔۔آپ میرے بابا۔۔" وہ بے ربط جملے بولتی لڑکھڑا کر زمین پر گر گئی۔شہاب الدین صدیقی صاحب کی آنکھیں بھی بھیگ چکی تھیں۔آج دنیا سے ایک بہت اچھا اور قابل انسان رخصت ہو چلا تھا۔

"عینا بیٹی تم میقات کو گاڑی میں لے کے چلو ہم یہاں کے معاملات نمٹا کر آتے ہیں۔"انہوں نے عینم کو قریب بلا کر ہدایت کی۔عینم سر ہلاتی میقات کو تھام کر باہر لے گئی۔

☆☆☆

اگلی صبح جہانزیب عالم کی تدفین کر دی گئی۔ صدیقی صاحب نے ان کے بھائیوں کو اطلاع کی تھی مگر انہوں نے یہ کہتے ہوئے آنے سے صاف انکار کر دیا کہ "ہمارے لیے تو اسی دن مر گیا تھا جس دن گھر چھوڑ کر گیا تھا۔اب اسکی لاش جہاں بھی ہو اور جو بھی دفنائے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔" صدیقی صاحب کو بہت افسوس ہوا کہ کوئی اتنا سنگدل کیسے ہو سکتا ہے کہ مرے ہوئے بھائی کا چہرہ دیکھنا بھی گوارہ نہ کرے۔ بہر حال تدفین کے تمام معاملات صدیقی صاحب نے کیے تھے اور میت بھی وہیں رکھی گئی۔

میقات کو چُپ لگ چکی تھی۔اس نے نہ کوئی واویلا کیا۔نہ دھاڑیں مار کے روئی۔ بلکہ چارپائی کے پاس بیٹھی یک ٹک باپ کا چہرہ دیکھتی رہی۔ہاں آنکھیں اشک بار تھیں۔وہ صبر کی آخری سیڑھی پر تھی۔ جنازہ اٹھا لینے کے بعد عینم اسے اپنے روم میں لے گئی۔ وہ اس کے ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کر رہی تھی۔ مگر میقات کے لب ہلکے سے بھی وا نہ ہوئے۔

☆☆☆

تین چار دن گزرنے کے بعد بھی اس کے رویے میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔نہ کسی سے بات کرتی,نہ کچھ خاص کھاتی پیتی,بس بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو تکتی رہتی۔

"میقات بیٹا!" دادا نے سامنے بیٹھتے ہوئے اسے پیار سے مخاطب کیا۔

اس نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ چند ایک بار ان کے گھر آئے تھے لہذا میقات ان کو پہچانتی تھی۔

"میں۔۔۔ میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔" یہ واحد بات تھی جو اتنے دنوں میں اس نے کہی تھی۔

"میقات بیٹا! ہم جانتے ہیں آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے آپ کے تایا اور چچا سے بھی بات کی تھی مگر وہ۔۔۔ (وہ تھوڑی دیر کے لیے رکے)۔۔وہ بہت بے حس لوگ ہیں بیٹا۔ براہ راست ان کے سخت الفاظ دہرا کے وہ میقات کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے۔ جبکہ میقات سمجھ چکی تھی کہ انہوں نے کیا کہا ہو گا۔" ہم نے تمہارے ننھیال والوں سے بھی بات کی لیکن انہوں نے بھی دستبرداری اختیار کر لی۔"

"دادا مجھے ان کے پاس جانا بھی نہیں۔ میں جانتی ہوں والدین کے دشمن اولاد کے خیر خواہ کبھی نہیں ہو سکتے۔" اس کی آواز میں تلخی در آئی تھی۔ "میں اچھی جاب کرتی ہوں۔ اور اپنے اخراجات خود اٹھا سکتی ہوں۔ آپ پر بوجھ بن کر تو نہیں بیٹھ سکتی ناں۔" اس نے رسانی سے کہا۔

"میقات ! آپ جانتی ہیں آج کل زمانہ کیسا ہے۔ میں آپکو زمانے کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا۔ دیکھیں بیٹا جہانزیب میرے بیٹوں کی طرح تھا۔اس نے ہمارے کاروبار پر عمر کا ایک حصہ لگایا ہے۔اور اگر آج اسکی بیٹی ہمارے پاس امانت ہے تو کیا یونہی دربدر ہونے کے لیے چھوڑ دیں آپ کو۔ تم میرے لیے بالکل میری عینم جیسی ہو ۔ اور اب یہاں ہمارے ساتھ رہو گی۔۔۔اب میں دوسری کوئی بات نہیں سنوں گا۔"

"آپ یہی رہیں گی اور یہ ایک دادا کا حکم ہے۔"

اس نے سر جھکا دیا۔ کوئی ٹھکانہ تو واقعی نہیں تھا۔ تو پھر اسے دادا کی بات ماننی پڑی۔

"جیسا آپ چاہیں دادا۔" سر تسلیم خم کر لیا گیا۔

دادا نے محبت و شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"تمہارا کمرہ عینم نے سیٹ کروادیا ہے۔اور کیب میں جو تمہارا سامان تھا وہ بھی رکھوا دیا ہے۔اب ہماری بیٹی ہمارے ساتھ رہے گی۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی ہلکا سا مسکرادی۔

《☆☆☆》

وہ لوگ پریکٹس سے ابھی لوٹے تھے۔ حمزہ فریش ہو کر تولیہ صوفے پہ پھینکتا بیڈ پر دراز ہوا۔ کروٹ بدلتے ہی اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پہ پڑے بیگ پر گئی۔ جس میں اسکی "نووا گرل" کا لیپ ٹاپ تھا۔

"اوہو اسے تو میں بھول ہی گیا۔ ابھی کھولتے ہیں اسے۔" کہہ کے مسکراتا ہوا وہ اٹھ بیٹھا۔

پھر گود میں کشن رکھتے ہوئے لیپ ٹاپ گود میں رکھا۔ اسے کھولتے وقت اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ سکرین روشن ہوتے ہی اک روشن چہرہ ابھرا۔ حمزہ ابتصام نے بے ساختہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔ سیاہ سلک کے گاؤن میں ملبوس، لمبے بھورے بال کرل کر کے کمر پر بکھیرے، آنکھوں پر سیاہ گوگلز اور لبوں پر گہری سرخ لپ اسٹک لگائے وہ وال پیپر پہ ایستادہ تھی۔ حمزہ کو لگا وہ سکرین سے کبھی نظر نہیں ہٹا پائے گا۔ پھر اس کی نظر ساتھ لکھی ایک انگریزی سطر پہ پڑی۔

"If you ever lost me , you will never found “.

(اگر تم نے کبھی مجھے کھو دیا تو کبھی تلاش نہیں پاؤ گے۔)

حمزہ نے ابرو چکائے۔ "حمزہ ابتصام کو چیلنج۔ تمہیں تو میں ڈھونڈ کے رہوں گا لٹل سٹرینجر۔" مسکرا کر کہتے اس نے سوائپ کیا تو لیپ ٹاپ نے پاسورڈ کا مطالبہ کیا۔ بہت سے کامن پاسورڈ

ٹرائی کرنے کے بعد تھک کر سکرین پہ آخری نگاہ ڈالتا سکرین گرا گیا۔ لبوں پہ مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔

"اب انگلینڈ سے آکر ہی پاسورڈ کا کچھ کروں گا۔"

"Oh , Nova girl ! Thats not fair."

آنکھیں بند کر کے کہتا وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

《☆☆☆》

میقات کو صدیقی ہاؤس میں آئے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔ زخم گہرا تھا مگر وہ اسکے ساتھ جینا سیکھ گئی تھی۔ رفتہ رفتہ وہ وہاں ایڈجسٹ ہو رہی تھی۔ اور اسکی سب سے بڑی وجہ عینم اور رافع کا ہنسی مذاق اور دوستانہ رویہ تھا۔ روز رات کو وہ دونوں اسے زبردستی کہیں نہ کہیں آؤٹنگ کے لیے لے جاتے۔ اور اس عرصے میں عینم اسے دس بار شاپنگ کروا چکی تھی۔ اپنے سب سے بڑے نقصان پر اسے صبر آگیا تھا۔ دادا سے اس نے دوبارہ جاب پر جانے کی اجازت لی تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے صاف منع کر دیا کہ جو پڑھائی رہ گئی ہے اس پر فوکس کرے۔ اے ایس پی بننا اسکا خواب تھا جو وہ دیکھنا چھوڑ چکی تھی۔ مگر اب دادا نے اسے دوبارہ وہ خواب دکھایا تو اس نے سی ایس ایس میں ایڈمشن کا فیصلہ کیا۔ دادا بہت شفیق تھے۔ ان کی نرمی, محبت اور شفقت نے اسے بہت

مرعوب کیا تھا۔ حلیمہ چچی بھی بہت ملنسار اور خیال رکھنے والی خاتون تھیں۔ وہ ان سب میں کبھی غیر آرام دہ نہیں ہوئی تھی۔ اسے حقیقی معنوں میں ایک "گھر" مل گیا تھا۔

اچانک میقات کو کچھ الگ سا محسوس ہونے لگا تھا۔ ایک شخص جس کی تصویریں گھر میں جگہ جگہ ٹنگی تھیں۔ جو اس گھر میں موجود نہیں تھا مگر اس کا ذکر وہ بارہا سنتی تھی۔ اکثر وہ اسکی تصویر کے پاس سے گزرتی تو ٹھہر کر دیکھنے لگتی۔ اک نامحسوس کشش تھی جو اس شخص سے محسوس ہوتی تھی۔ اسکی تصاویر دیکھنا اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ حمزہ ابتصام کے ساتھ وہ اک نظر نہ آنے والی ڈور میں بندھتی جارہی تھی۔ اکثر وہ سونے لگتی تو اس کا نام ذہن میں گونجنے لگتا۔ کبھی اسکا چہرہ سامنے آجاتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میقات وہ ایک کرکٹر ہے۔ دنیا کا سب سے فضول کام کرتا ہے۔ وہ تمہارے تصور میں کیوں آرہا ہے۔ جسے تم سوچو وہ کم از کم ایک کھلاڑی تو نہیں ہو سکتا۔" وہ خود کو ڈپٹتی۔ مگر جیسے ہی اسکا ذکر ہوتا دھڑکن خود بخود بڑھ جاتی۔ وہ کبھی کسی فون یا لیپ ٹاپ سے ابھرتی اسکی آواز سنتی تو قدم خود بخود تھم جاتے۔ وہ بہت خوبصورت بولتا تھا۔ ہاں وہ خوبصورت بولتا تھا۔ خوبصورت نہیں بھی بولتا تھا تو بہر حال میقات کو اسکی آواز خوبصورت لگتی تھی۔

ایک طرف حمزہ ابتصام اپنی نو وا گرل کی تلاش میں تھا۔اور دوسری طرف میقات عالم غیر ارادی طور پر اسکی آہٹ کا انتظار کرنے لگی تھی۔

《☆☆☆》

لاہور کے مشہور کیفے گلوریا جینز میں روشنیوں کا راج تھا۔ ہر کوئی کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ گلاس وال کے ساتھ لگے ایک میز پر عینم گل بیٹھی تھی۔اس کے سامنے ایک اکیس , بائیس سالہ لڑکا بیٹھا تھا۔ عینم بلیو کلر کے ڈریس میں ملبوس تھی۔ دوپٹہ کندھے پر سیٹ کیے بالوں کی پونی ٹیل بنا رکھی تھی۔

"تھینکیو سارم ! فار دی کافی۔اب مجھے چلنا چاہیے۔" کہتی ہوئی وہ اٹھنے لگی تو سارم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تھوڑی دیر بیٹھو تو سہی۔کچھ بات کرنی ہے۔" مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"ہاں بولو !" وہ یکدم ہی ان کمفرٹ ایبل ہوئی تھی۔

"تم بہت خوبصورت ہو عینم۔" وہ قریب ہو کر اس کے چہرے پہ آئی لٹ کو چھوتا ہوا بولا۔

اسکی اس حرکت پہ عینم کے کانوں کی لوئیں سرخ پڑی تھیں۔

Clubb of Quality Content

Did i ask ?

"کیا میں نے پوچھا؟"عینم نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے عینم ! ہم تو دوست ہیں ناں۔ یہ سب چلتا ہے یار۔" وہ ہنس کر دوبارہ اسکا ہاتھ پکڑنے لگا۔اور یہاں عینم کا صبر جواب دے گیا۔اگلے ہی لمحے ایک زناٹے دار تھپڑ سارم کی گال پر پڑا تھا۔

"اپنی حد میں رہو۔"شدتِ ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

کیفے میں موجود تمام لوگ انکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔بائیں جانب کی میز پر بیٹھا کوئی شخص بے یقینی اور طیش کے عالم میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

سارم غصے سے عینم کو تھپڑ مارنے لگا کہ اسکا اٹھا ہوا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔عینم کے آگے کھڑا ہوتا وہ شخص اسکا ہاتھ روک چکا تھا۔رافع ہمدان کو وہاں پا کر اسے اپنا آپ مجرم سا لگا۔اک ڈھارس بھی ملی تھی لیکن شرمندگی بھی بڑھ گئی تھی۔۔رافع نے اسکا ہاتھ جھٹک کر ایک گھونسہ اسکی ناک پر رسید کیا۔

"راہ چلتی ہر لڑکی کو چھیڑنا عادت ہے تم لوگوں کی۔" وہ غصے سے اس پر چلایا۔

"خود آئی ہے وہ میرے ساتھ۔۔" لڑکا ناک سے آتا خون صاف کرتا استہزائیہ ہنسا۔

رافع کا اسکو مارنے کے لیے اٹھتا ہاتھ یکدم رک گیا۔اس نے بے یقینی سے عینم کی طرف دیکھا۔
عینم نے سر جھکا دیا۔وہ اس لڑکے کو وہیں چھوڑ کر عینم کو کلائی سے تھامے باہر لایا اور گاڑی میں
بٹھایا۔پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکے بیٹھ گیا۔اس کے جبڑے تنے ہوئے تھے۔

"وہ۔۔۔میری گاڑی۔۔" عینم منمنائی۔

"گاڑی آجائے گی۔" تلخی سے کہتے اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔

عینم کو پہلی بار رافع سے خوف آیا تھا۔

"کیا بات ہے عینم گل۔۔۔اس سب کی کوئی صفائی نہیں دیں گی آپ؟"

رافع نے سامنے دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔عینم نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا۔اس نے پہلی
بار عینم کا پورا نام لیا تھا۔۔

"دوست۔۔۔دوست تھا۔" عینم فقط اتنا کہہ پائی۔

"سیریسلی عینم !اب تم لڑکوں سے دوستیاں کرنے لگی؟"

"وہ مجھے بس اچھا لگا تھا۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ اتنا گھٹیا انسان ہو گا۔" بولتے ہوئے وہ رو دی۔

رافع کو یکدم اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ کچھ زیادہ ہی سخت بول گیا تھا۔

"عینا تم مجھے تو بتا دیتی یار"۔ اب کہ اس نے لہجہ نرم رکھا۔

"ایم سوری۔۔۔ تم۔۔۔ تم دادا اور بھائی کو مت بتانا۔ پلیز رافع انکو برا لگے گا۔ وہ رو رہی تھی۔

رافع نے یکدم گاڑی کو بریک لگائی۔ اور بے یقینی سے عینم کو دیکھا۔۔

"کون ہوں میں ؟" رافع نے بے یقینی سے پوچھا۔

عینم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"رافع ہمدان"۔ کہتے ہوئے وہ سر جھکا گئی۔

"تمہارے لیے کون ہوں میں ؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔

"دوست۔۔۔۔ زکوٹا جن۔۔۔" اس نے یکدم ہی چہک کر کہا۔ تو رافع سٹیرنگ سے کہنی ٹکائے اسے دیکھنے لگا۔

"تو پھر کرنانی چڑیل زکوٹا جن سے ریکویسٹ کرے گی اب ؟" اس نے ابرو چکائے۔ اور عینم کو اپنے دل سے بوجھ ہٹتا ہوا محسوس ہوا۔

"چلو واٹر فال۔آنسو صاف کرو اب۔" رافع نے ٹشو اسکی جانب بڑھایا۔ جسے اس نے فوراً جھپٹ لیا۔

(عینم کے معنی چشمے کے ہیں۔ عینم یعنی دو چشمے۔ سو وہ اسکو واٹر فال بھی بولا کرتا تھا۔)

"آئی ہیٹ یو چیری بلاسم۔ تم نے رُلا دیا۔" اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ "بد تمیز, غصہ کرتے ہو۔" وہ اسے گھور رہی تھی۔

"معافی مانگو عینم گل سے"۔وہ اپنے کرنانی چڑیل والے روپ میں واپس آچکی تھی۔

"معافی نہیں مانگ رہا۔ آئس کریم کھانی ہے تو بتاؤ۔" رافع نے اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے ڈیل پیش کی۔

"ڈن۔۔۔" عینم نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔

"رافع!" اس نے اسے دیکھتے ہوئے پکارا۔ "اس نے ہاتھ پکڑا تھا تو اچھا نہیں لگا۔ تم نے پکڑا ہے تو ذرا بھی برا نہیں لگا۔" اس نے رافع کی طرف دیکھتے دھیرے سے کہا۔

"کیونکہ ہر کوئی کرنانی چڑیل کے لیے زکوٹا جن نہیں ہو سکتا ناں۔اور رہی بات ہاتھ پکڑنے کی تو میرے اور حمزہ کے علاوہ میں یہ ہاتھ کسی کو پکڑنے دونگا بھی نہیں۔" کہتے ساتھ وہ ڈرائیو کرنے لگا۔

عینم کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔وہ آج اسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔

《☆☆☆》

رات آہستہ آہستہ شہر پر اتر چکی تھی۔آسمان پر چاند نرم روشنی بکھیر رہا تھا۔ہلکی ہلکی ہوا چھت پہ رکھے گملوں کے پتے ہلا رہی تھی۔

وہ تینوں کاؤچ کے ساتھ بچھے بڑے سے قالین پر بیٹھے تھے۔رافع اپنے کشن پر آدھا لیٹا سا بیٹھا ہاتھ میں پکڑی کارنیٹو کھا رہا تھا۔عینم بھی اپنی آئس کریم کے ساتھ بھرپور انصاف کر رہی تھی۔ میقات بھی سامنے بیٹھی اپنی "اوریو فلیور کارنیٹو" کھانے میں مصروف تھی۔

"اوئے! رکو تم دونوں۔یاد آیا میں نے سنیپ تو بھیجی ہی نہیں۔" ان دونوں کو کھانے سے روکتی عینم سنیپ چیٹ آن کرنے لگی۔آئس کریم کی کچھ سنیپس بنانے کے بعد چند سیلفیز لی گئیں۔

لکھ کر سب کو بھیجتی وہ دوبارہ #the epic triology

کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔

میقات کے ان کی زندگی میں آنے کے بعد عینم گل نے تینوں کے گروپ کو یہ نام دیا تھا۔

"ویسے یار میقات ! کبھی تو چاکلیٹ ٹرائی کرو۔ ہمیشہ اوریو ہی کھاتی ہو۔" رافع نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رافع صاحب ! یہ اوریو ہے۔ میقات عالم کی پہلی محبت۔ اور میں محبت میں شراکت برداشت نہیں کرتی۔ میں اپنی oreo سے آخری حد تک وفادار ہوں۔"

"واہ ! آئس کریم کے لیے اتنی شاعری۔" عینم نے ہنستے ہوئے کہا۔ "مجھے تو لگ رہا ہے میقات اپنی شادی پر حق مہر میں بھی اوریو آئس کریم ہی لکھوائے گی۔"

رافع نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

"کوئی شک۔" اس نے ابرو چکائے۔ "ویسے کل جب تم لوگ یونی تھے تب عینم کا رشتہ دیکھنے کچھ لوگ آئے تھے۔" میقات نے ان کے سر پر بم پھوڑا۔ رافع فوراً سیدھا ہو بیٹھا۔ عینم کی آنکھیں پوری پھیل گئیں۔

"ریلیکس گائز! مجھے لڑکا بالکل اچھا نہیں لگا تو میں نے دادا سے کہہ دیا کہ وہ مجھے دیکھ کے اشارے کر رہا تھا۔ آپ اس سے رشتہ کریں گے ہماری عینم کا؟ تو دادا نے انہیں صاف انکار کر دیا۔" اس نے مسکراتے ہوئے اپنا کارنامہ بتایا۔

رافع نے سکون کا سانس لیا۔ اور عینم اٹھ کر میقات سے لپٹ گئی۔ "اوہ میقات! تھینکیو سو مچ یار۔ لوّیو مائی گرل۔" میقات مسکراتی ہوئی اس کے گرد بازو پھیلا گئی۔

"تم میری سب سے اچھی دوست ہو میکو۔"

"اور تم لوگ بھی۔۔۔۔ تم لوگ مجھے دوبارہ زندگی کی طرف لائے ہو۔ مجھے جینا سکھایا ہے۔ میں تم دونوں سے بہت محبت کرتی ہوں۔" میقات کے کہنے پر رافع نے مسکرا کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں میقات۔" وہ تینوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے عہد کر رہے تھے، دوستی کا، وفا کا، ساتھ نبھانے کا۔ اور چاندنی ان کے چہروں پر اتر رہی تھی۔

"یار! کتنی خوبصورت رات ہے ناں۔" میقات نے چاند کو دیکھتے آہستہ سے کہا۔

"ہاں، ایسی راتیں انسان کو یاد رہ جاتی ہیں۔" عینم نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اصل میں راتیں نہیں یاد رہتیں, لوگ یاد رہ جاتے ہیں۔"

رافع نے جلدی سے اپنی کارنیٹو کی آخری بائٹ لی, اس سے پہلے کہ عینم اسکی ہیپی اینڈنگ چھین لیتی۔

"تم لوگ واقعی میرا کمفرٹ زون ہو۔" میقات مسکرا کر بولی۔

"تو پھر وعدہ کرو, جب بھی زندگی مشکل لگنے لگے ہم ایسے ہی کسی رات چھت پر بیٹھ کر کارنیٹو کھائیں گے۔" عینم نے ایک بار پھر ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔

"وعدہ۔" رافع اور میقات نے ایک ساتھ کہا۔

اور اس رات, چاندنی, ٹھنڈی ہوا اور تین دوستوں کی ہنسی آسمان کے سایے تلے ایک خوبصورت یاد بن گئی۔

《☆☆☆》

یہ منظر اگلی صبح کا تھا۔ عینم یونی گئی تھی جبکہ رافع آج یونی جانے کی بجائے فیکٹری گیا تھا۔

میقات کو دادا نے روم میں بلوایا تھا۔

"میقات بیٹا! تم اب ہماری بیٹی ہو۔ تو کیا اپنی زندگی کا ایک فیصلہ لینے کی اجازت ہمیں دیتی ہو؟" انہوں نے پیار سے پوچھا۔

"جی۔۔۔جی دادا, آپ کا ہر فیصلہ میرے لیے بہت اہم ہے۔" اس نے ادب سے جواب دیا۔

"بیٹا تم اس گھر کی بیٹی ہو۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ بیٹی کے ساتھ ساتھ تمہیں اس گھر کی بہو بھی بنا لیں۔ تاکہ تمہیں ساری زندگی اپنے پاس رکھ سکیں۔ اپنی نظروں کے سامنے۔" انہوں نے ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات مکمل کی۔ میقات عالم کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔

"کک۔۔کیا۔۔دادا؟؟" اس سے کچھ کہا بھی نہ گیا۔

"بیٹا ہم تمہیں اپنے حمزہ کی دلہن بنانا چاہتے ہیں۔" حمزہ کے نام پر میقات کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

"لیکن دادا میں یہ کیسے؟" اس نے پریشانی سے ہاتھ آپس میں مَلتے دادا کو دیکھا۔

"تم وقت لو بیٹا, سوچ لو۔ پھر بتا دینا۔ ویسے اتنا بھی برا نہیں ہے میرا پوتا۔" انہوں نے خوش مزاجی سے کہا۔

"ٹھیک ہے دادا آپ ان سے بات کر لیجیے گا۔ میں زبردستی کسی پر مسلط نہیں ہونا چاہتی۔ باقی جو آپ کو بہتر لگے۔" کہہ کر اس نے سر جھکا دیا۔

"ارے اسکی فکر مت کرو۔اسے ہم دیکھ لیں گے۔ تم بس یہ یاد رکھنا کہ تم اپنے ہر طرح کے فیصلے سے ہمیں آگاہ کر سکتی ہو۔ تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔"

"جی دادا جان! میں آپ کی رضا میں راضی ہوں۔"اس کے کہنے پر دادا نے اٹھ کر شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

میقات کی آنکھیں نم ہو گئیں اور دل کسی خیال کے تحت زور

زور سے دھڑکنے لگا۔

《☆☆☆》

"میقات! میقات " ! عینم گل دوڑتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی۔

بال برش کرتی میقات ہڑبڑا کر پلٹی۔

"کیا ہو گیا ہے گل۔ آرام سے۔"

Clubb of Quality Content

"یہ چچی جان کیا کہہ رہی ہیں؟ تمہارا اور بھائی کا رشتہ طے کر دیا؟" وہ میقات کو شانوں سے تھامتی خوشگوار حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

میقات نے ہلکا سا مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"او خدایا! میقات۔۔۔ تم میری بھابھی بنو گی۔" خوشی سے کہتی وہ اسے کس کے گلے لگا گئی۔

"رات کو پارٹی کریں گے۔" عینم نے چہک کر کہا۔اسے تو بس بہانہ چاہیے ہوتا تھا۔

《☆☆☆》

میقات اپنی کافی کا مگ ہاتھ میں لیے چھت پر چلی آئی۔کافی کے سپ لیتے منڈیر کے ساتھ ٹیک لگا کر چاند کو دیکھنے لگی۔ شال کندھوں پر اوڑھے اسکے بھورے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔ کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی مسکراتے ہوئے آہستہ آہستہ واک کرنے لگی۔ پھر دوسری منڈیر پر کہنی ٹکا کر چاند کو تکنے لگی۔

"حمزہ ابتصام"۔۔۔اس نے آہستہ سے اس کا نام لیتے ہوئے لب دانتوں تلے دبائے۔

"میں ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہوں۔۔۔ تم سن رہے ہو ناں؟" اس نے چاند سے سر گوشی کی۔

Clubb of Quality Content

"کہتے ہیں تم سب کے راز سن لیتے ہو۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ مسکراتے ہوئے اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ جاتی تھی۔ "اچانک سب اچھا لگنے لگا ہے۔ زندگی خوبصورت لگنے لگی ہے۔ شاید۔۔۔کسی کے آنے سے۔۔۔"اسکی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"میں نے ان سے کبھی بات بھی نہیں کی۔ پھر بھی ناجانے کیوں وہ انجان نہیں لگتے۔ پتہ ہی نہیں چلا کب وہ خاص ہوگئے۔"وہ زیرلب ایک غزل گنگنانے لگی:

اے چاند کی کرنو جاؤنا

تم اس کو چھو کر آؤنا

وہ کب کب کیا کیا کرتا ہے؟

وہ جاگتا ہے یا سوتا ہے

وہ کس سے باتیں کرتا ہے

وہ شام کو کیسا لگتا ہے

وہ رات کو کیسا دِکھتا ہے

جب سوئے کیسا لگتا ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تم چپکے چپکے جاؤنا

تم اس کو چھو کر آؤنا

ہم اس کے بنا ادھورے ہیں

اور جینا مشکل لگتا ہے

تم کان میں اس کے کہہ دینا

کوئی یاد بہت اسے کرتا ہے

اے چاند کی کرنو جاؤنا

تم اس کو چھو کر آؤنا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

چاندنی اس کے چہرے پر اتر آئی۔اور اس چاند سی لڑکی کو روشن کرنے لگی

《☆☆☆》

چار دن بعد

حمزہ اس وقت عینم اور رافع کے سامنے سکرین پر مجرم بنا بیٹھا تھا۔

"بھائی وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ آپ ایک بار اسے دیکھ تو لیں۔" عینم بضد تھی۔

"عینا! دیکھنے یا نہ دیکھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں کسی اور سے محبت کرتا ہے۔ اس دل میں اب صرف نوواگرل رہتی ہے۔ اور زندگی میں بھی اسے ہی شامل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔" اس نے بات ختم کی۔

"دیکھ حمزہ ہم نہیں جانتے اس نوواشوواکو۔ پتہ نہیں کس کو اسٹیڈیم میں دیکھ کر دل چھینک آیا ہے۔ اور اب بھری دنیا میں ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ میقات سے اچھی اور خوبصورت لڑکی تجھے مل ہی نہیں سکتی آئی سوئیر۔" رافع نے بھی اپنا نظریہ پیش کیا۔

"یار تم دادا کو دے کر آؤ لیپ ٹاپ۔ میں خود بات کر لیتا ہوں۔"

☆☆☆

دادا اپنے کمرے میں بیٹھے کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھے۔جب عینم لیپ ٹاپ لے کر ان کے کمرے میں آئی۔اور بنا کچھ کہے لیپ ٹاپ وہاں رکھ کر واپس پلٹ گئی۔دادا نے حیرت سے اسکو جاتے ہوئے دیکھا پھر لیپ ٹاپ کو۔لیپ ٹاپ پر حمزہ کی ویڈیو کال چل رہی تھی۔دادا کتاب بند کرتے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کہو برخوردار کیسے ہو؟"میچ والی ناراضگی شاید اب بھی باقی تھی۔

"ٹھیک ہوں مسٹر ہینڈ سم۔آپ کیسے ہیں؟"اس نے دادا کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہیں ہم بھی۔"اففف ناراضگی ہنوز برقرار تھی۔

"دادا جان!عینا اور رافع ابھی کچھ کہہ رہے تھے۔"اس نے ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے تھے؟"انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔

"یہی کہ آپ نے میرا رشتہ طے کر دیا ہے۔وہ بھی کسی انجان لڑکی کے ساتھ۔" وہ سخت صدمے میں تھا۔

"انجان نہیں بیٹی ہے وہ ہماری۔ جہانزیب عالم کی بیٹی ہے۔اور ہاں کر دیا ہے تمہارا رشتہ۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے۔"انہوں نے ابرو چکائے۔

"دادا جان! آپ میری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ ایسے کیسے کر سکتے ہیں؟ مجھ سے پوچھ تو لیتے ایک بار۔ اور میں کسی جہانزیب عالم کو نہیں جانتا"اس نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"کبھی فیکٹری کا منہ دیکھا ہوتا تو جانتے۔ خیر, ہمیں لگا تم ہمارے فیصلے کا احترام کرو گے۔ مگر تم تو ہم سے اختلاف کرنے لگے ہو لڑکے۔"

"دادا جان! میں آپ کے اس فیصلے کا ضرور احترام کرتا۔ مگر۔۔۔اب بات یہ ہے کہ مجھے کوئی لڑکی پسند آگئی ہے۔اس کے علاوہ کسی کو زندگی میں شامل کرنا اس کے ساتھ بھی زیادتی ہو گی۔" اس نے جھکے سر کے ساتھ اعتراف کیا۔

"کون ہے وہ؟"دادا کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔

"پتہ نہیں دادا۔"اس نے گہری سانس لی۔"بس ملی, اور کھو گئی۔ لیکن وہ بہت اچھی ہے دادا۔ میں اسے ضرور ڈھونڈ لوں گا۔ آپ ایک بار اسے دیکھ تو لیں۔" وہ مزید کچھ کہنے والا تھا کہ دادا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"بالکل بھی نہیں۔ ہماری بہو صرف میقات بیٹی ہی بنے گی۔اور کوئی لڑکی اس گھر میں نہیں آئے گی۔" انہوں نے دوٹوک فیصلہ سنایا۔

"مجھے نہیں کرنی کوئی شادی آپ کی میقات سے۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے اٹھا کر لوگوں کو میرے سر پر مسلط کر رہے ہیں۔" وہ ضدی ہوا تھا۔

"تم تو کیا تمہارا باپ بھی کرے گا شادی۔" دادا بھی اپنے نام کے ایک تھے۔

"تو پھر باپ کی کروادیں۔ مجھ سے کوئی توقع مت رکھیے گا۔ انگلینڈ جا رہا ہوں۔ دو ہفتوں تک لوٹوں گا۔ خدا حافظ۔۔" کہہ کر وہ رابطہ منقطع کر گیا۔

باہر دروازے پر کھڑی میقات عالم کا ہاتھ اب تک ہینڈل پر تھا۔ حمزہ کے الفاظ اس کے لیے کسی نشتر سے کم نہیں تھے۔ وہ بہت سے آنسو اندر اتارتی کمرے میں داخل ہوئی۔

"دادا آپ کی چائے۔" بمشکل کہتے ہوئے اس نے چائے میز پر رکھی۔ دادا اسکا چہرہ تکنے لگے۔

"میں نے کہا تھا ناں دادا۔ کسی پر زبردستی مسلط مت کیجیے گا مجھے۔" کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔

پیچھے شہاب الدین صدیقی صاحب نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

《☆☆☆》

میقات نے کمرے میں آتے ہی دروازہ بند کیا۔ پھر اس کے ساتھ لگ کر بیٹھتی چلی گئی۔ بس گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی رہی۔ کب اسکی آنکھیں بھیگ گئیں پتہ ہی نہیں چلا۔ بے آواز آنسو بہنے لگے۔ پھر وہ آنسو سسکیوں میں بدل گئے۔ دل بری طرح ٹوٹا تھا۔ اور نئی محبت کی خوشبو جیسے زخموں میں بدل گئی۔ وہ اٹھ کر الماری تک آئی۔ جہانزیب عالم کا فوٹو فریم نکال کر اس پہ محبت سے ہاتھ پھیرنے لگی۔ آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر شیشے پر گر رہے تھے۔

"بابا!" اس نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں صدا دی۔ وہ تصویر تھامے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"بابا! آپ کہتے تھے ناں کہ آپ کی میقات بہت خاص ہے۔ دیکھیئے۔۔ کوئی خاص نہیں ہے آپ کی بیٹی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خاص نہ سہی اتنا عام بھی تو نہ تھی وہ۔

"دیکھیں بابا! میں اتنی بے وقعت ہوں کہ آج کسی نے بنا دیکھے ہی مجھے ٹھکرا دیا۔ آپ کی خاص بیٹی کیوں ٹھکرا دی گئی بابا؟" وہ ان کی تصویر سینے سے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

《☆☆☆》

رات کا وقت تھا۔ صدیقی مینشن کی راہداریوں میں خاموشی بکھری ہوئی تھی۔ دور کہیں دیوار پر لگی گھڑی کی ٹِک ٹِک سنائی دے رہی تھی۔ باہر باغیچے میں ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ اسی خاموشی کے بیچ شہاب الدین صدیقی صاحب اپنے کمرے میں بڑے سے آرام دہ صوفے پر بیٹھے تھے۔ ناک پر عینک ٹکی ہوئی تھی اور ہاتھ میں فون تھا جسے وہ اس طرح گھور رہے تھے جیسے اس میں کوئی بہت پیچیدہ راز چھپا ہو۔

دروازہ ہلکے سے کھلا۔

"داداااا جان۔۔۔!"

عینم گل کی چہکتی ہوئی آواز کمرے میں گونجی۔

شہاب الدین صاحب نے عینک کے اوپر سے دیکھا۔

"ارے عین بیٹا۔ آؤ آؤ۔" وہ اسے دیکھ کر مسکرائے۔

عینم مسکراتی ہوئی اندر آئی اور ان کے پاس آکر صوفے پر ہی پاؤں سمیٹ کر بیٹھ گئی۔

"دادا جان آج میں آپ کی زندگی بدلنے آئی ہوں۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"ہماری زندگی؟اس عمر میں؟" دادا جان نے بھنویں چکائیں۔

"جی ہاں!" وہ پورے جوش سے بولی۔

"آج میں آپ کو موبائل فون پر دنیا کی سب سے زبردست چیز سکھانے والی ہوں۔"

"لو سکھاؤ۔ ہمیں تو اس میں بس کال کرنا آتا ہے اور کبھی کبھار تم لوگوں کی تصویریں دیکھ لیتے ہیں۔ باقی یہ ساری دنیا ہمارے سر کے اوپر سے گزرتی ہے۔" انہوں نے فون اسکی طرف بڑھایا۔

عینم نے فون ہاتھ میں لیا اور چند سیکنڈ تک تیزی سے اس میں کچھ کرتی رہی۔

"دادا جان آج سے آپ بھی سوشل میڈیا کی دنیا میں قدم رکھ رہے ہیں۔" اس نے گویا کوئی اہم خبر سنائی۔

"سوشل میڈیا؟" انہوں نے مشکوک نظروں سے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے؟" انہوں نے ناگواری سے کہا۔

"ضرورت نہیں دادا جان...مزہ آئے گا۔"

انہوں نے ہلکا سا مسکرا کر سر ہلایا۔

"اچھا جی بتاؤ کیا کر رہی ہو۔"

"آپ کے فون میں سنیپ چیٹ انسٹال کر رہی ہوں"۔

"یہ کیا ہوتا ہے؟

"دادا جان آپ واقعی بہت پیچھے ہیں۔" عینم نے آنکھیں گھمائیں۔ چند لمحوں بعد اس نے ایپ کھول لی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"دیکھیں دادا جان، اس میں ہم تصویریں بھیجتے ہیں... ویڈیوز بھیجتے ہیں...اور سب سے اہم چیز ہوتی ہے سٹریکس۔۔۔" وہ اب انہیں سمجھا رہی تھی۔

"یہ سٹریس کیا ہوتا ہے؟"

"Streaks" دادا جان۔"

"ہاں وہی۔"

عینم نے ہنسی روکنے کی کوشش کی۔

"اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم روز ایک دوسرے کو سنیپس بھیجتے ہیں۔ جتنے زیادہ دن سنیپس جائیں گے اتنی لمبی سٹریک بنے گی۔"

انہوں نے دلچسپی سے فون کو دیکھا۔

"یعنی روز تصویر بھیجنی پڑے گی؟"

"جی ہاں۔"

"اور نہ بھیجیں تو؟"

"تو streak ختم۔"

انہوں نے سر ہلایا۔

"یہ تو بڑا سخت قانون ہے۔"

عینم ہنس پڑی۔

"اب دیکھیں۔ سب سے پہلے میں خود کو ایڈ کرتی ہوں۔" اس نے خود کو ایڈ کیا۔

پھر جلدی جلدی کچھ اور نام ایڈ کیے۔

"یہ دیکھیں... میں نے میقات کو ایڈ کر لیا... رافع کو بھی... اور بھائی کو بھی۔" وہ دادا جان کو انکی پروفائل دکھا رہی تھی۔

"حمزہ کو بھی؟"

"جی دادا جان۔"

انہوں نے ناراضگی سے فون دیکھا۔ کچھ دن پہلے والی بات وہ بھولے نہیں تھے۔

"اچھا اب کیا کرنا ہے؟" انہوں نے تجسس سے پوچھا۔

"اب آپ کوئی بھی تصویر بھیج سکتے ہیں۔ مثلاً آپ کھانا کھا رہے ہوں... چائے پی رہے ہوں... باہر جا رہے ہوں... کوئی خوبصورت منظر دیکھیں... بس تصویر لیں اور ہمیں بھیج دیں۔" اس نے خوشی خوشی تفصیلات فراہم کیں۔

"بس اتنا سا کام؟" انہوں نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انہوں نے فون کو غور سے دیکھا۔

"یہ تو بڑا دلچسپ لگ رہا ہے۔"

"میں نے کہا تھا نا!"عینم خوشی سے اچھل پڑی۔

"اس بہانے ہمیں تم سب بچوں پر نظر رکھنے کا موقع بھی مل جائے گا۔"انہوں نے مزے سے کہا۔

"دادا جان! یہ جاسوسی کے لیے نہیں ہوتا۔"اس نے احتجاج کیا۔

"ہمیں سب سمجھ آرہا ہے عنو۔"وہ ہنس پڑے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پھر انہوں نے پہلا سنیپ لیا۔کیمرہ سیدھا عینم کے چہرے پہ تھا۔

"داداجان۔۔۔۔"وہ چلائی۔

Snap بھیج دیا گیا۔

کیپشن میں لکھا تھا"یہ ہے ہماری استاد"۔عینم ہنس دی۔

پھر دادا نے کال کر کے سب سے اپنی آئی ڈی ایڈ کروائی۔ جبکہ حمزہ کو کال کی جگہ ایک میسج کیا گیا تھا۔

《☆☆☆》

اگلی صبح صدیقی مینشن میں عجیب سا ہنگامہ تھا۔

رافع ابھی نیند سے اٹھا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ آدھی بند آنکھوں سے فون دیکھ رہا تھا۔ جو مسلسل وائبریٹ ہو رہا تھا۔

"یہ کیا مصیبت ہے صبح صبح۔" اس نے فون کھولا۔

سنیپ چیٹ پر 30 سنیپس پڑی تھیں۔

"یہ کس پاگل نے..." اس سے پہلے کہ جملہ مکمل کرتا نظر نام پر گئی۔ جہاں شہاب الدین صدیقی صاحب کا نام روشن تھا۔

تصویر میں چائے کا کپ تھا۔ ساتھ کیپشن لکھا ہوا تھا "صبح کی چائے۔"

اگلی تصویر میں ایک اخبار تھا اور ساتھ ایک کیپشن۔۔

Clubb of Quality Content

"ہم خبریں پڑھ رہے ہیں۔"

اگلی تصویر۔۔۔باغ کا درخت۔ساتھ اک تحریر

"بہت خوبصورت درخت۔"

رافع کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"یہ...داداجان ہیں؟؟؟"

میقات کی حالت بھی رافع سے کچھ مختلف نہ تھی۔

"یااللہ!"وہ صدمے میں لگتی تھی۔

جبکہ تیسری جانب عینم ہنس ہنس کر پاگل ہورہی تھی۔تھوڑی دیر بعد وہ تینوں فریش ہو کر لاؤنج میں آئے۔

"یار!یہ دادا کے سنیپس۔۔۔"میقات نے پریشانی سے کہا۔

"تم لوگوں کے پاس بھی...؟"رافع نے پوچھا۔

"ہاں!"عینم نے فون دکھایا۔

میقات نے سر پکڑ لیا۔

"میرے پاس بھی بیس snaps آچکی ہیں۔"

اسی وقت فون بجا۔دادا جان کا نام جگمگا رہا تھا۔

رافع نے کان پر فون لگایا۔

"جی دادا جان۔"

"ارے رافع! تم لوگوں کی طرف سے snaps کیوں نہیں آرہیں؟" دوسری جانب سے دادا جان کی پُرجوش آواز آئی۔۔

"جی؟" رافع ہکا بکارہ گیا۔

"ہم تو صبح سے snaps بھیج رہے ہیں۔"

عینم میں منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دبائی۔

"اور سنو...اب سے ہمیں ہر دو منٹ بعد snap چاہیے۔" دادا نے نیا حکم جاری کیا۔

"کیا؟!" رافع تقریباً چلایا تھا۔

"ہاں! تاکہ پتا چلے تم لوگ کیا کر رہے ہو۔" دادا نے شائستگی سے کہا۔

رافع نے فون اسپیکر پر کیا۔

"دادا جان...ہر دو منٹ بعد؟" اس نے تحقیق ضروری سمجھی۔

"ہاں بھئی! یہی تو streak ہوتی ہے نا؟" دادا نے اسے سمجھانا چاہا۔

عینم رافع سے سٹریک توڑنے پر خفا ہوتی تھی۔ لیکن اب وہ اس فکر سے آزاد تھی۔ جانتی تھی سٹریک وقت پر آیا کرے گی۔ وہ ہنستے ہنستے صوفے پر گر گئی۔

میقات کی آنکھوں میں بھی کئی دن بعد ہنسی چمکی تھی۔

"چلو جلدی snap بھیجو۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔" اسپیکر سے دادا کی آواز ابھری۔ ساتھ ہی رابطہ منقطع ہوا۔

تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ رافع نے گہری سانس لی۔

"دادا جان کو Snapchat سکھانے کا یہ نتیجہ نکلے گا میں نے سوچا نہیں تھا۔" عینم نے ہنسی کے دوران کہا۔ اسے زیادہ ہنسی رافع کی قابلِ رحم حالت پر آ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

اسی لمحے ایک اور snap آئی۔ تصویر کے ساتھ چند الفاظ روشن ہوئے۔

"ہم انتظار کر رہے ہیں بچو۔"

"اب ہماری زندگی ختم سمجھو۔" رافع کہتا ہوا صوفے پر گر گیا۔ ٹانگیں صوفے کی پشت پہ ٹکائی ہوئیں تھیں۔

عینم نے جلدی سے فون نکال کر اسکی تصویر بنائی۔ پھر ایک خوبصورت سا کیپشن لکھا۔

Sleeping beauty finally awake.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر سب کو بھیج دیا۔

سنیپ کو دیکھتے ہوئے عینم اور میقات کی ہنسی ایک ساتھ ابھری تھی۔ جبکہ رافع اس بات سے بے خبر تھا۔

《☆☆☆》

عینم پینٹنگ بنانے میں مصروف تھی جبکہ پاس بیٹھی میقات کسی گہری سوچ میں گم لگتی تھی۔

"کیا ہوا؟ کیا سوچ رہی ہو میکو؟" عینم نے اس پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں!" میقات نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

"عینا! ایک بات پوچھوں؟" میقات نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، پوچھو پوچھو۔" عینم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عینا ایم سوری۔۔۔ لیکن کیا میں جان سکتی ہوں تمہارے۔۔۔ مام ۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔ کیسے۔۔۔ مطلب"۔ اسے سمجھ نہ آئی کہ کیسے پوچھے۔

"بابا کام کے سلسلے میں جرمنی گئے تھے تو مام کو بھی ساتھ لے گئے۔ ہم سکول سٹوڈنٹس تھے تو ہم گھر پر ہی رک گئے۔ جرمنی سے واپسی پر ہمدان چاچو انہیں ائیرپورٹ لینے گئے۔ راستے میں گاڑی کی بریکس فیل ہو گئیں۔ اور۔۔۔ وہ گاڑی۔۔۔ کھائی میں گر گئی۔ کہتے ہوئے اس کا گلا رندھ گیا۔

"اوہ ایم سوری عینا۔" میقات کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

"تمہیں پتا ہے میقات! ہمیں اس دن سے دادا نے پالا ہے۔ ہمیں پھولوں کی طرح رکھا۔ وہی مجھے اپنے پاس سلاتے۔ اور تو اور میں حلیمہ چچی سے بال بھی نہیں بنواتی تھی تو یہ کام بھی دادا کرتے تھے۔ ہماری ہر ضرورت ہر خواہش کا خیال رکھتے۔ ہم اپنے غم میں انہیں کچھ بھی کہہ دیتے تھے۔ مگر اب احساس ہو رہا ہے کہ سب سے زیادہ نقصان تو دادا کا ہوا تھا۔ اپنے دو جوان

بیٹوں کی میتیں کندھوں پر اٹھا کر انہیں اپنے ہاتھوں سے دفنانا۔۔۔بہت ہمت چاہیے ہوتی ہے اس کام کے لیے۔وہ تنہائیوں میں گھٹ گھٹ کے روتے تھے مگر ہم سے مسکرا کر ملتے۔ہر لڑکی کی زندگی میں ایک ہیرو ہوتا ہے میقات۔اور میرے ہیرو میرے دادا جان ہیں۔وہ اتنی تکلیفوں اور دکھوں کے بعد بھی آج تک مسکراتے آئے ہیں۔اپنے لیے نہیں,اپنوں کے لیے۔"

ان سب کے لیے دادا جان کیا تھے یہ بات صرف وہ جانتے تھے یا اللہ جانتا تھا۔"

ماضی کو یاد کرتے ہوئے عینم رودی۔میقات اسے ساتھ لگا کر تھپکنے لگی۔

《☆☆☆》

صبح سویرے خوش گپیوں میں مصروف صدیقی مینشن میں ناشتے کا دور چل رہا تھا۔رافع اور عینم کی نوک جھونک جاری تھی۔صدیقی صاحب نے گلا کھنکارتے ہوئے سب کو متوجہ کیا۔

"ہم نے ایک بہت اہم فیصلہ لیا ہے۔اور بہت سوچ سمجھ کر لیا ہے۔ہم آپ سب کو اس سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔"سب کھانے سے ہاتھ روک کر دادا کی بات سننے لگے۔

"ہم میقات اور رافع کی منگنی کرنا چاہتے ہیں۔"(اس بار رشتہ بھی نہیں ڈائریکٹ منگنی۔۔ صحیح کھیل گئے تھے دادا جان۔)وہ جوس کا گھونٹ بھرتے سکون سے بولے۔ گویا کوئی موسم کی خبر سنائی ہو۔

"دادا جان۔۔۔؟"عینم نے بے یقینی سے دادا کو دیکھا۔

"جی عینا بچے! میقات بیٹا ہم جانتے ہیں آپ ہمارے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں گی۔جب ہم آپ کو اس گھر میں لائے تھے تو فقط پناہ دینے کی نیت تھی۔ مگر اب آپ اس گھر کا اور ہماری زندگی کا اہم حصہ بن چکی ہیں۔اور ہم آپ کو ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ہم آپ کا اس گھر سے رشتہ اور مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔تو حمزہ نہ سہی رافع سہی۔"

میقات نے جھکی ہوئی نظریں مزید جھکا دیں۔ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔

جبکہ رافع کو لگا وہ مفلوج ہو گیا ہے۔

"رافع!"انہوں نے رافع کو مخاطب کیا۔"حمزہ نے اس رشتے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے۔ مگر تم۔۔۔ہمیں تم سے ایسی کسی بے وقوفی کی امید نہیں ہے۔ وقت لو۔۔۔اور سوچو۔۔۔ مگر جواب میں انکار کے علاوہ کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔"

میقات کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ عینم بے یقین سی تھی۔ حلیمہ بیگم خاموش بیٹھی رافع کے بولنے کا انتظار کر رہی تھیں۔ رافع کی نظریں میز پر مرکوز تھیں۔ ذہن میں اک چہرہ ابھر رہا تھا جسے وہ جھٹک گیا۔

"مجھے دادا کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" وہ بول کر سب کو خیرا کر گیا۔ رافع کو لگا اس جملے نے جیسے خود کا ہی گلا گھونٹ دیا ہو۔۔۔ مگر خیر۔۔

میقات نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بہت خوب رافع بیٹا۔ ہمیں خوشی ہے کہ تم نے ہمارا مان رکھا۔" انہوں نے اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میقات بیٹا! آپ کو کوئی اعتراض؟" میقات نے سر جھکا دیا۔ وہ دادا کے سامنے واقعی بے بس تھی۔ دادا نے شفقت سے اس کے سر پر بھی ہاتھ رکھا۔

"ایک ہفتے بعد رمضان شروع ہو رہا ہے تو رمضان سے تین دن قبل منگنی کی تقریب ہو گی۔ آپ سب تیاری شروع کیجیے۔" کہتے ہوئے وہ لان کی طرف چل دیے۔ آج وہ سارے فیصلے کیے

بیٹھے تھے۔ حلیمہ بیگم خاموشی سے برتن سمیٹنے لگیں۔انہیں بہر حال اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں تھا۔

وہ تینوں خاموش بیٹھے رہ گئے۔

"تم نے ہاں کردی رافع۔"عینم نے بہت دیر بعد کہا۔

"ہاں۔۔"رافع نے دھیرے سے جواب دیا۔میقات نے اسکی جانب دیکھا۔رافع نے بھی اسکی جانب نگاہ کی پھر نظریں پھیر گیا۔میقات اٹھ کر تیزی سے اپنے روم میں چلی گئی۔

"رافع اتنی جلدی تم نے اتنا بڑا فیصلہ کیسے کرلیا؟"وہ صدمے میں لگتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دادا کی خوشی کے لیے عینم۔"اس نے مسکرا کر کہا۔

"مگر۔۔۔"عینم کچھ کہنے لگی۔

"اگر مگر کیا یار۔۔۔شادی تو کرنی ہے۔پھر میقات سے کیوں نہیں۔اتنی اچھی لڑکی ہے۔"

"ہاں سو تو ہے۔"عینم نے تصدیق کی۔

"کچھ اپنوں کی خوشیوں کے آگے اپنی خوشیاں بے مول ہوتی ہیں عین !" کہہ کر وہ باہر چلا گیا جبکہ عینم چپ بیٹھی اس راستے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ ابھی گیا تھا۔

"پاگل۔" کہتی ہوئی اٹھ کر اپنے روم میں چلی گئی۔

《☆☆☆》

چھ دن بعد

صدیقی مینشن کا وسیع لان روشنیوں سے سجا ہوا تھا۔ہلکا پھلکا سا اسٹیج بنایا گیا تھا۔مہمان ابھی نہیں آئے تھے۔ مگر تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔حمزہ اپنا سوٹ کیس تھامے ایک متاثر کن نگاہ سجاوٹوں پر ڈالے اندر بڑھ گیا۔اس نے سیدھا اپنے کمرے کا رخ کیا کہ پیچھے سے آتی کرخدار آواز پر اسے رکنا پڑا۔وہ داداجان تھے۔

"آ گئے تم ؟" وہ سر جھکاتے ہوئے پلٹا۔

"جی داداجان !" اس نے مسکراہٹ دبائی۔

وہ بہت منتیں کرنے کے بعد دادا کو منا کر گھر آیا تھا۔ ورنہ دادا اسے گھر میں قدم بھی نہ رکھنے دیتے۔

حمزہ دو قدم آگے بڑھا۔

"السلام علیکم!" اس نے ان کے گرد بازو پھیلایا۔

دادا جان اس سے بغل گیر ہوئے۔

"چلو جاؤ، اب تیار ہو کر آجاؤ جلدی سے۔ مہمان آتے ہی ہوں گے۔"

"دادا! آپ کی پوتی نہیں دکھائی دے رہی۔" اس نے ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔

"وہ میقات کے ساتھ پارلر گئی ہے۔ تم جاؤ اور تیار ہو کر ذرا رافع کو بھی دیکھ لینا۔ صبح سے کمرے میں گھسا ہوا ہے۔ اس کا کیا بھروسہ باتھ روم میں ہی سو رہا ہو۔" دادا کے کہنے پر حمزہ کا قہقہہ ابھرا۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" کہتا ہوا وہ روم کی جانب بڑھ گیا۔

اس کے نظروں سے او جھل ہونے تک دادا وہیں کھڑے اسکی پشت کو محبت پاش نظروں سے تکتے رہے۔وہ تینوں انہیں ایک سے بڑھ کر محبوب تھے۔اور حمزہ توان کا غرور تھا بلاشبہ۔

《☆☆☆》

میقات آسمانی رنگ کی خوبصورت انار کلی فراک میں ملبوس تھی۔ پیروں میں ہم رنگ کھسے اور کلائیوں میں چوڑیاں بھری ہوئی تھیں۔ دوپٹہ نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا۔ بھورے بال ایک طرف کر کے کھلے چھوڑے تھے۔ چمکدار میک اپ کے ساتھ وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ عینم اسے ریلیکس کرتی صوفے پر بٹھا کر اسٹیج سے اتر گئی۔ وہ پیچ کلر کی شارٹ شرٹ اور پلازو پہنے ہوئے تھی۔ جس پر سفید موتیوں کا ہلکا سا کام ہوا تھا۔کانوں میں بڑے بڑے آویزے, سٹائلش پونی ٹیل اور ہلکے پھلکے میک اپ کیساتھ عینم گل بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔

وہ رافع کو بلانے کی نیت سے اندر بڑھ گئی۔سامنے رافع اور اس کے ساتھ سیڑھیاں اترتے وجود کو دیکھ کر وہ تھم گئی۔پھر اچھل پڑی۔۔

"بھائی۔۔۔!!"رافع دونوں بہن بھائی کو وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

"بھائی آپ کب آئے؟بتایا بھی نہیں۔"وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کے سر پہ پیار دے رہا تھا۔

"میں بس جب تم پارلر گئی تھی تب۔"

"میں نے آپ کو مِس کیا بھائی۔"

"میں نے بھی میری جان۔"

ہلکی پھلکی باتیں کرتے وہ دونوں باہر لان کی جانب بڑھ گئے۔

سامنے اسٹیج پر رافع بھی آسمانی رنگ کی شلوار قمیص میں ملبوس کافی وجیہہ لگ رہا تھا۔ وہ اور میقات آپس میں کسی بات میں مصروف تھے۔ہاں انہوں نے اس ان چاہے رشتے کی وجہ سے اپنی من چاہی دوستی خراب نہیں کی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سفید شلوار قمیص پر سیاہ ویسٹ کوٹ پہنے, بال ہلکے سے ماتھے پر بکھیرے وہ ہینڈسم کر کٹر, عینم گل کے ساتھ لان میں داخل ہوا۔اس کی نگاہ اسٹیج تک گئی اور پلٹنا بھول گئی۔اسٹیج پر کھڑی لڑکی رافع کی کسی بات پر مسکرارہی تھی۔اب وہ مسکرا کر دادا سے کوئی بات کر رہی تھی۔ حمزہ کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔اس نے پہلی بار اسے مسکراتے دیکھا تھا۔ وہ مسکراتی اچھی لگتی تھی۔ لیکن وہ کسی اور کے ساتھ مسکرارہی تھی اسے برالگا تھا۔اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔ عینم کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

"بھائی چلیں۔دادابلارہے ہیں۔"عینم اسکا بازو تھامے بڑھنے لگی۔

"رکو عینا"حمزہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"وہ لڑکی۔۔۔کون ہے عینا؟"اس نے سٹیج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ! وہی تو ہے میقات عالم۔آپ کی اب کبھی نہ ہونے والی بیوی۔"حمزہ اس وقت شاک کی کیفیت میں تھا۔عینم خبر سناتی سٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

اسی لمحے میقات کی نظر سامنے گئی۔وہ آچکا تھا۔میقات کے اندر پھر سے ہلچل ہونے لگی۔اسے سامنے دیکھ دل بے طرح سے دھڑک اٹھا تھا۔اس نے نظریں ہٹا لیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عینم نے رنگ رافع کو تھمائی۔میقات نے ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔اب رافع اسے انگوٹھی پہنا رہا تھا۔۔اور کوئی اب تک بے یقین تھا۔

اب میقات کی باری تھی۔اس نے رافع کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔بے اختیار نگاہ ایک بار پھر حمزہ کی جانب اٹھی۔حمزہ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔اس نے اسے خود کو تکتا پا کر آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔میقات نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

جس نے ٹھکرایا وہ خود التجا کر رہا تھا؟ کیوں کر رہا تھا اب وہ؟۔۔۔کیا تھا وہ شخص۔۔۔۔

میقات نے نظریں پھیر لیں۔حمزہ نے اسکی آنکھوں میں واضح شکوہ دیکھا تھا۔

میقات بھی رافع کو رِنگ پہنا چکی تو لان تالیوں سے گونج اٹھا۔

"میقات اور رافع ذرا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔ہم اسنیپ تو ڈال لیں۔" دادا جان نے جلدی سے فون نکالا۔ پھر دادا جان نے کیپشن "بچوں کی منگنی" لکھ کر سنیپ بھیجی اور حمزہ کو اسٹیج پر بلایا۔سب انہیں مبارک دے رہے تھے۔

حمزہ بھاری قدموں کے ساتھ اسٹیج پر آیا۔اور رافع سے بغل گیر ہوا۔

"چھت پر چل جلدی,مجھے بات کرنی ہے۔" اسے گلے ملتے اس نے کان میں سرگوشی کی۔

میقات کو لگا وہ شخص اس کے آس پاس یونہی رہا تو وہ کھڑی نہیں رہ پائے گی۔ان دونوں کے درمیان رافع تھا مگر وہ اسکی خوشبو کو محسوس کر سکتی تھی۔یہ خوشبو اسے بھسم کر رہی تھی۔

سر درد کا کہہ کے وہ فوراً اسٹیج سے اترتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔روم میں آتے ہی اس نے دوپٹہ نوچ کر اتارا۔ پھر چوڑیاں اتارنے لگی۔آنکھیں پانیوں سے بھر رہی تھیں۔ مگر وہ ضبط کر رہی

تھی۔ پھر آخر کار اس کے ضبط کی توہین کرتا ایک آنسو اسکی گال پر لڑھک گیا تو وہ بیڈ پر ڈھے سی گئی۔ وہ خود کو دنیا کا بے بس ترین انسان تصور کر رہی تھی۔

《☆☆☆》

فنکشن ختم ہو چکا تھا۔ مہمان رخصت ہو چکے تھے۔ میقات اپنے روم سے باہر نہیں آئی تھی۔ عینم نے جلدی سے خان بابا کو چائے تیار کرنے کا کہا اور روم میں چلی گئی۔

کچھ دیر بعد حمزہ اور رافع چھت پر آئے تو پہلے سے جلتی لائٹ کو دیکھ کر انہیں کچھ حیرت ہوئی۔ پر سامنے ہی کرسی پر عینم گل کو براجمان دیکھ کر انہیں جھٹکا لگا۔

"آ گئے آپ لوگ۔ چلیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" اس نے شریر مسکراہٹ چہرے پہ سجائے کرسیوں اور چائے کی کپوں کی طرف اشارہ کیا۔

"چھی چھی چھی عینم گل۔۔ شرم تو نہ آئی تمہیں ہماری سرگوشیاں سنتے۔" حمزہ نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

"ایکسکیوز می ! وہ سر گوشی تھی ؟"عینم نے ابرو چکائے۔"میقات کے دوسری طرف کھڑی تھی میں,اور مجھے خود بخود صاف سنائی دیا تھا۔"اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو تم بھی سن لو۔" کہتے ہوئے وہ دونوں کرسی سنبھال کر بیٹھے۔

"دراصل بات یہ ہے کہ۔" وہ کہتے ہوئے رکا۔ عینم اور رافع پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ تھے۔

"بھائی بتا بھی دیں کیوں سسپینس بڑھا رہے ہیں۔"عینم نے جھنجھلا کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بات یہ ہے کہ مجھے نو وا گرل مل گئی ہے۔"اس نے ان دونوں کے چہروں کی جانب دیکھا۔

"واٹ !"عینم اور رافع ایک ساتھ اچھلے۔

"آرام سے پاگلو۔کیوں دادا کو چھت پر بلانا ہے۔"حمزہ نے ادھر ادھر دیکھا۔

"کون ہے؟ کہاں ہے ؟"عینم نے جلدی سے پوچھا۔

"مل تو گئی ہے۔ مگر ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔"اس نے لب دانتوں تلے دبائے۔

رافع اور عینم نے برا سا منہ بنایا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ اس کا رشتہ طے ہو چکا ہے۔" اس نے چاند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہو ! یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔" عینم رسانی سے بولی۔ "ہاں بالکل، گھر سے اٹھا لیتے ہیں بھائی۔ اور اگر اس کے منگیتر نے کوئی حرکت کی تو ہڈی پسلی توڑ دیں گے۔ کیوں عینم۔" رافع نے اپنا حل پیش کرتے عینم سے تصدیق چاہی۔ جبکہ اس تجویز پر حمزہ نے بمشکل ہنسی دبائی تھی۔

"پکا تم لوگ ایسا کر سکتے ہو ناں؟ اور ایسا ہی ہونا چاہیے؟" اس نے تصدیق کرائی۔

"ہاں ہاں بالکل۔" دونوں بیک زبان ہو کر بولے۔ "تمہارے لیے جان دے تو نہیں سکتا، جان لے تو سکتا ہوں میرے یار تو بس نام بتا اس کا۔" اففف رافع کی اتنی محبت۔

"میقات۔۔۔۔ میقات عالم ہی نو وا گرل ہے۔" حمزہ نے گویا ان کے سروں پہ دھماکہ کیا۔

"میقات؟ ہماری میقات؟" عینم صدمے میں تھی۔ رافع کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

اب وہ تینوں خاموشی سے بس ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ عینم اپنا صدمہ کم کرنے کے لیے چائے کا استعمال کر رہی تھی۔

"اسے کہتے ہیں اپنے پیروں پہ آپ کلہاڑی مارنا۔" وہ دونوں پیر کرسی کے اوپر کرتی ہوئی بولی۔

"رافع تم انکار کردو۔" حمزہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"میں دادا سے مار کھانے اور جائیداد سے عاق ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔" رافع نے سرخ جھنڈی دکھائی۔

"کیا مسئلہ ہے یار۔۔۔میں اس سے محبت کرتا ہوں تو شادی بھی میں ہی کروں گا۔ تم کونسا اس سے محبت کرتے ہو۔"

"نہیں مجھے لگتا ہے تھوڑی ہو رہی ہے۔" رافع نے معصومیت سے کہا۔ جس پر حمزہ نے اسکی کمر پر ایک گھونسہ جڑا تھا۔

اب وہ دونوں بہن بھائی بیٹھے کوئی پلان بنا رہے تھے۔ جبکہ رافع سرخ جھنڈی دکھاتا وہاں سے جا چکا تھا"

《☆☆☆》

اگلی صبح میقات لان میں بیٹھی کتاب پڑھنے میں محو تھی کہ کوئی سامنے والی کرسی پر آکر بیٹھا۔

"السلام علیکم!" حمزہ نے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

میقات نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا, پھر دوبارہ نظریں کتاب پر جمالیں۔

"واجب ہوتا ہے سلام کا جواب دینا۔" حمزہ نے جتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام" اس نے دانت پیس کر جواب دیا۔ اور اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔

"رکو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" اس نے اسے روکنا چاہا۔ مگر وہ جوتے ہیروں میں اڑستے وہاں سے جانے لگی۔

"نووا گرل پلیز!" اس نے میقات کا ہاتھ تھام کر اسے روکا۔ میقات نے اپنا ہاتھ چھڑا کر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو کون نووا گرل؟

"پلیز تھوڑی دیر کے لیے میری بات سن لو۔" حمزہ نے منت کی تو وہ بیزاری سے بیٹھ گئی۔

"آئی ایم سوری"۔ اس نے معذرت خوانہ لہجے میں کہا۔

"سوری؟ کس لیے؟" اس نے ابرو چکائے۔

"میں نے تمہیں بنا دیکھے انکار کر دیا۔" حمزہ کی نظریں جھک گئیں۔

"تو۔۔۔؟؟"اس نے تلخی سے کہا۔

"تو یہ کہ میں شرمندہ ہوں۔"

"دراصل۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی حمزہ بول اٹھا۔"میں تمہیں دیکھنے کے بعد تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"اس نے سیدھی بات کہہ ڈالی جبکہ میقات حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"شرم آنی چاہیے آپکو حمزہ۔آپ اپنے بھائی کی منگیتر سے ایسی بات کر بھی کیسے سکتے ہیں۔"اس نے بے یقینی سے کہا۔

"منگنی کسی رشتے کی کوئی دلیل تو نہیں ہوتی۔منگنیاں ٹوٹ بھی جاتی ہیں۔"اس نے ہموار لہجے میں کہا۔

"آپ کے لیے رشتے توڑنا آسان ہے مسٹر حمزہ ابتصام صدیقی کیونکہ آپ مرد ہیں۔ہم لڑکیوں کے لیے آسان نہیں ہوتا۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔"پہلے انکار۔۔۔پھر اقرار۔۔۔اور اب منگنی توڑنے کا کہہ رہے ہیں۔میں کوئی چیز نہیں ہوں حمزہ۔(اسکی آواز لرز گئی۔) جسے جب چاہا قبول کر لیا۔جب چاہا چھوڑ دیا۔

حمزہ کسی مجرم کی طرح سر جھکائے سنتا رہا۔

"میں نے غلطی کی ہے۔۔۔اور میں اسے ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔" وہ دھیرے سے بولا۔

"کچھ غلطیوں کے ازالے ممکن نہیں ہوتے۔" اس نے نگاہیں پھیر لیں۔ پھر بہت دیر تک دونوں خاموش کھڑے رہے۔

"میرے انکار کی وجہ بھی تم ہی تھیں میقات۔" کچھ دیر بعد حمزہ نے نرمی سے کہا۔ میقات نے چونک کر اسے دیکھا۔

"سڈنی اسٹیڈیم سری لنکا کے خلاف کھیلا جانے والا میچ یاد ہے تمہیں؟" اس نے بولنا شروع کیا۔ "اس دن میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں اترا تھا, مگر کوئی تھا جو چپکے سے میرے دل میں اتر گیا۔۔۔بنا اجازت۔۔۔بنا بتائے۔

میری نظر ایک لڑکی پر پڑی جو دنیا و مافیھا سے بے خبر لیپ ٹاپ پر مصروف اور الجھی ہوئی تھی۔ مجھے لگا میں اس پر سے نظر نہیں ہٹا پاؤں گا۔ پھر اگلے دن میں نے اسے شنگریلا سڈنی کے سامنے والے پارک میں دیکھا۔ وہاں بھی وہ لیپ ٹاپ میں مصروف تھی۔ مجھے اس سے انسیت ہونے لگی۔ میں اس کی طرف کھچنے لگا۔ پھر چند دن بعد اسے ڈھونڈتا میں فورسیز نز گیا۔ مگر مجھے پتہ چلا کہ وہ وہاں سے جا چکی ہے۔ مجھے گہرا صدمہ ہوا۔ پھر میں اس روم میں گیا جہاں وہ ٹھہری تھی۔

اس کی خوشبو نے جیسے مجھے سکون دیا۔ وہاں سے جانے لگا تو مجھے اس کا وہی لیپ ٹاپ ملا جس سے وہ ہر وقت چپکی رہتی تھی۔ وہاں کافی بحث کرنے کے بعد بالآخر میں لیپ ٹاپ ساتھ لے آیا۔" آخر میں وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"آپ نے میرا لیپ ٹاپ چوری کر لیا؟" وہ جو بنا پلک جھپکے یک ٹک سن رہی تھی۔ لیپ ٹاپ کی بات پر فوراً بولی۔

"ابھی میری بات سنو پہلے۔" حمزہ کو اسکا ٹوکنا نہ بھایا۔

"پھر میں نے اس شہزادی کو ڈھونڈتے آسٹریلیا کے شہر شہر کی خاک چھان ماری۔ اپنا قیام بھی وہاں طویل کر لیا۔ مگر جب پاکستان آیا تو پتہ چلا کہ وہ شہزادی تو میرے ہی محل میں بیٹھی ہے۔" اس نے سرد آہ بھری۔

"اب آپ اس شہزادی کو ہمیشہ کے لیے بھول جائیں۔" غصے سے کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔

پیچھے حمزہ اک اداس مسکراہٹ کے ساتھ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

《☆☆☆》

حمزہ اور عینم مشن دادا کو راضی کرنے نکلے تھے۔اس وقت وہ دونوں دادا کے کمرے میں ان کے بیڈ کی پائنتی والی سائیڈ پر ایستادہ تھے۔

"دادا جان ! بھائی آپ سے کچھ بات کرنا چاہ رہے ہیں۔"عینم نے تمہید باندھی۔

دادا نے حمزہ کی طرف دیکھا۔

"دادا جان ! میں نے آپ کے بنائے رشتے سے انکار کیا تھا۔کیونکہ میں نے میقات کو دیکھا نہیں تھا۔بات یہ ہے کہ میقات ہی وہ لڑکی ہے جسے میں نے سڈنی میں دیکھا تھا۔۔۔اور۔۔۔میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"حمزہ نے ایک ہی بار میں ساری بات کہہ ڈالی۔

"واہ حمزہ ابتصام واہ۔وہ بچی بھی دل رکھتی ہے۔ہم اس پر بار بار اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکتے۔" دادا مشتعل ہوئے تھے۔

"مگر دادا رافع تو اس سے محبت بھی نہیں کرتا اور میں۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتا میقات دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی۔

"دادا میں اب اس رشتے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ میں رافع کے لیے اپنا مائنڈ سیٹ کر چکی ہوں۔" اپنی بات کر کے وہ الٹے قدموں وہاں سے چلی گئی جبکہ حمزہ اور عینم ناامیدی سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔

"لو بھئی اب تم جاؤ اور راضی کر لو میقات کو, اگر ہوتی ہے تو۔ ورنہ جیسا میقات چاہے گی ویسا ہی ہو گا۔" سکون سے کہتے وہ فون پر خبریں دیکھنے لگے۔

عینم اور حمزہ نے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

《☆☆☆》

میقات اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ کھلی کھڑکی سے آتی ہوا ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی۔ وہ گلابی رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس تھی۔ بھورے بال ہوا سے اڑ رہے تھے۔ وہ محویت سے چوڑیاں پہن رہی تھی۔ گلابی رنگ کی کانچ کی چوڑیوں نے اسکی نازک سفید کلائی کو سجا دیا تھا۔ وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں چھنکانے لگی۔ حمزہ کی باتیں ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔ وہ جب بھی خوش ہوتی تھی تو یونہی چوڑیاں پہنا کرتی تھی۔ چوڑیوں کی کھنک اس کو ہمیشہ سکون دیتی تھی۔

"شہزادی" اس نے اس کا لفظ دہرایا۔ پھر مسکرانے لگی۔

"یہ شہزادی اتنی آسانی سے تو نہیں مانے گی شہزادے۔ بھئی اتنا روئی ہوں میں اب شہزادے صاحب کو بھی تو پتا چلے ناں۔" کہہ کے وہ کھلکھلادی۔

کھڑکی سے باہر چاند بھی اس شرارتی میقات کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"نووا گرل!" اب اس کا کیا مطلب ہے بھلا۔ اس نے نام زیر لب دہرایا۔ "ان سے ہی پوچھوں گی۔ اممم۔۔۔ لیکن میں تو ان سے بولتی نہیں۔ کوئی بات نہیں غصے سے ہی پوچھ لوں گی۔" کہہ کر وہ اپنی بات پر ہی ہلکا سا قہقہہ لگا گئی۔ آج اسے بہت دنوں بعد اپنا آپ ہلکا پھلکا محسوس ہوا تھا۔ ہوا سے بھی ہلکا۔

《☆☆☆》

آج رافع کا رزلٹ تھا تو گھر میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ عینم لنک اوپن کیے بیٹھی تھی۔ اور زبان سے میقات اور عینم دونوں رافع کو حوصلہ دے رہی تھیں۔ رافع کا فائنل ائیر تھا۔ آج فیصلہ آر یا پار ہونا تھا۔ میقات تین کپ کافی بنا کر ٹرے میں سجا کر لائی۔

Clubb of Quality Content!

"ریلیکس گائز۔ کافی پیو اور چِل کرو۔" اس نے کافی ان کے سامنے رکھی۔ اور صوفے پر ٹِک گئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی زوں زوں کی آواز کے ساتھ سکرین روشن ہوئی۔ عینم نے جلدی سے فون اوپن کیا۔ رافع کا رزلٹ سامنے تھا۔ اس نے یونی میں ٹاپ کیا تھا۔ رزلٹ دیکھتے عینم اچھل پڑی۔

"اومائی گاڈز کوٹا جن تم نے ٹاپ کیا ہے۔" عینم خوشی سے اچھل رہی تھی۔ جبکہ رافع ہنستے ہوئے بس اسے دیکھ رہا تھا۔

"الحمدللہ۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ پھر عینم کے ساتھ ہائی فائی کیا۔ رافع کو لگا وہ اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ جی رہا ہے۔ "اس کی کامیابی۔۔۔ اور اس کامیابی پر خوش ہوتی عینم گل۔"

"بہت مبارک ہو رافع۔" میقات نے مسکرا کر مبارکباد دی۔

"تھینکو بڈی۔" رافع بھی مسکرا دیا۔

(رافع اور میقات باہمی رضامندی سے رشتہ ختم کر چکے تھے۔ اور دونوں کی انگوٹھیاں اس وقت داداجان کے پاس واپس پہنچ چکی تھیں۔)

"چلو دادا جان, بھائی اور چچی جان کو بتاتے ہیں۔" عینم اور رافع صدیقی صاحب کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ جبکہ میقات نے اپنے کمرے کا رخ کیا۔

《☆☆☆》

دروازہ کھولتے ہی تازہ گلابوں کی خوبصورت خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ اس نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی تو نظر ڈریسنگ ٹیبل پر ٹھہر گئی۔ ڈریسنگ ٹیبل پر ایک کینڈل جل رہی تھی۔ پاس دو اور یو آئس کریمز اور ایک چھوٹی سے ٹوکری پڑی تھی۔

میقات حیرانگی سے لائٹ آن کرتی ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ ٹوکری میں دو سرخ گلاب, دو گجرے اور ایک کارڈ رکھا تھا جس پر بولڈ رائٹنگ میں سوری لکھا ہوا تھا۔ ساتھ بریکٹ میں (چار رونے والے ایموجی اور ایک دل والا ایموجی   بھی لکھا ہوا تھا۔ میقات کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی۔

اسکے گال سرخ ہو رہے تھے۔ اس نے کارڈ آہستہ سے لبوں سے لگایا۔ پھر گجرے اٹھا کر کلائیوں میں پہنے۔ آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔

اب وہ گجرے کلائیوں میں پہنے, صوفے پر بیٹھی, محویت کے ساتھ اپنا حق سمجھ کر اور یو آئس کریم کیساتھ پورا پورا انصاف کر رہی تھی۔ کھانے پینے اور کچھ ایستھیٹک کلکس کے بعد اس نے گلاب, گجرے اور کارڈ دوبارہ ٹوکری میں رکھے اور تن فن کرتی حمزہ کے روم میں گئ۔

"یہ سب اپنے پاس ہی رکھیں۔" وہ ٹوکری بیڈ پہ رکھتے پلٹنے لگی جبکہ حمزہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"ویسے ساتھ میں دو آئس کریمز بھی تھیں۔ وہ کہاں گئیں؟" حمزہ نے سوچنے کی اداکاری کی۔

"وہ۔۔۔وہ چوہا کھا گیا۔" میقات نے جلدی سے بہانہ گھڑا۔

"چوہا تھا یا چوہیا؟" حمزہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"جینڈر نہیں پوچھا میں نے۔" مسکرا کر کہتی وہ وہاں سے بھاگ گئ۔

حمزہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئ۔

《☆☆☆》

ماہِ رمضان شروع ہو چکا تھا۔ ہر طرف خوشیوں اور نور کا سماں تھا۔ یہ سحری کا وقت تھا۔ کھانے کی میز پر بیٹھے سب عینم اور رافع کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں حمزہ دونوں کو تقریباً گھسیٹتے

ہوئے لایا تھا۔ وہ دونوں حمزہ کے ایک ایک کندھے پر سر رکھے سو رہے تھے۔ دادا انہیں دیکھ کر مسکرائے پھر موبائل اٹھا کر ان کی تصویر لی اور کیپشن لکھا "ساری رات فون استعمال کرنے کے بعد میرے بچوں کی حالت "۔ پھر سب کو بھیج دیا۔ آخر کار حمزہ ان دونوں کو زبردستی جگا کر سحری کروا چکا تھا۔ سحری کے بعد حمزہ اور رافع دادا جان کے ساتھ مسجد چلے گئے۔۔ عینم لاؤنج میں ہی صوفے پر پڑی اونگھ رہی تھی تو میقات اسے روم میں لے گئی۔

《☆☆☆》

پانچویں روزے کی افطاری ہو چکی تھی۔ سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ حمزہ اپنے بیگ پیک کر چکا تھا۔ اسے سحری کے بعد ٹیم کے ساتھ سری لنکا کے لیے نکلنا تھا۔ اور ایک خوشی کی خبر یہ تھی کہ حمزہ کو آفیشلی ٹی ٹونٹی فارمیٹ کا کپتان آناؤنس کیا جا چکا تھا۔

سب اس کے جانے اور واپس آنے کی باتیں کر رہے تھے۔ حمزہ انتظار میں تھا کہ وہ بھی کچھ بولے گی مگر وہ بنا کچھ کہے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اٹھ کر چھت کی طرف بڑھ گئی۔

Clubb of Quality Content

منڈیر پر کہنی ٹکا کر وہ خاموشی سے چاند کو تک رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ جانتی تھی یہ کس کی آہٹ ہے۔ مگر وہ مڑی نہیں۔ نظریں ہنوز چاند پر جمی تھیں۔

"جا رہا ہوں صبح۔" شکستہ لہجے میں کہتے اس کے منڈیر کے ساتھ ٹیک لگائی۔ "اب بھی نہیں مانو گی؟"

وہ خاموش کھڑی رہی۔

"میں تمہیں مس کروں گا۔" کچھ دیر بعد وہ دوبارہ بولا۔ میقات ہنوز خاموش۔۔۔۔

"میرا انتظار کرنا پلیز!" وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ مسلسل چپ سادھے ہوئے تھی۔

"چلو کوئی بات نہیں، مت کرو بات۔ اپنا خیال رکھنا۔" کہہ کر اس نے جانے کے لیے قدم بڑھائے کہ میقات نے پلٹ کر جلدی سے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ حمزہ ساکت رہ گیا۔

"مت جائیں پلیز!" آنسو اسکی آنکھوں میں ہلکورے لے رہے تھے۔

حمزہ بے یقینی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکھ رہا تھا۔

"روک رہی ہو؟" اس نے دھیرے سے پوچھا۔

"رُک جائیں۔" اس نے اک مان سے کہا۔

"کس کے لیے؟" حمزہ نے دوبارہ سوال کیا۔

"میرے لیے۔۔۔ ہمارے لیے۔" اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

"ناراض تھی تو مجھے لگا تھا جا نہیں پاؤں گا۔ مان گئی ہو تو جانا زیادہ مشکل لگ رہا ہے۔" اس نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ مت جائیں ناں۔ کرکٹ تو ہی فضول گیم۔" وہ اسے محبت سے دیکھتے ہوئے بولی۔

حمزہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ وہ اس کے جنون کو فضول کھیل کہہ رہی تھی۔

"چلو تم کہو گی تو چھوڑ دوں گا۔" حمزہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر چھوڑ دیں۔" وہ جلدی سے بولی۔

"اتنی جلدی بھی چھوڑنے کا نہیں بولا۔ نئی نئی کپتانی ملی ہے یار۔" حمزہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مذاق کر رہی تھی۔ کرکٹ اچھی نہیں لگتی لیکن کرکٹ کھیلتے ہوئے آپ اچھے لگیں گے۔"

"اچھا جی!" حمزہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"Señi çok sevyürem”

اس نے حمزہ کے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ بھی رکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ترکش ڈراموں کا سارا اثر تھا جو اس نے اظہارِ محبت بھی ترکی زبان میں کر ڈالا تھا۔

"اب اس کا کیا مطلب ہے؟" حمزہ نے ابرو چکائے۔

"ڈھونڈ لیں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو ڈھونڈ ہی لوں گا۔" کہتے ہوئے وہ دونوں سیڑھیاں اترنے لگے۔

《☆☆☆》

عینم اس وقت دادا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اسکی دادا کے ساتھ سنیپ وار چل رہی تھی۔ کبھی وہ کسی کپڑے کی سنیپ بھیجتی تو کبھی دادا عجیب عجیب فلٹرز لگا کر اپنی, اسکی اور رافع کی سنیپ بھیج رہے تھے۔ عینم فون سائیڈ پہ رکھتے دادا کی جانب متوجہ ہوئی۔

"دادا اب تو میقات بھی مان گئی ہے بھائی کے لیے, اور رافع۔۔۔وہ تو انگوٹھی بھی واپس کر چکا ہے۔اب تو مان جائیں شہاب الدین صدیقی صاحب۔" وہ ان کے کندھے پر سر رکھتی لاڈ سے بولی۔

"ہمم۔۔۔ویسے تو ہم اپنی پوتی کی کوئی بات نہیں ٹالتے۔لیکن اس بار ہماری ایک شرط ہے۔"

"اور وہ کیا ہے دادا جان؟"

"تم چاروں کی ہر بات میں نے مانی تو اب تم لوگوں کو بھی میری ایک بات ماننی پڑے گی۔"

"اچھا بتائیں دادا جان! کیا بات ہے؟"

"بات یہ ہے کہ تم اور رافع۔۔۔میں تم دونوں کا نکاح چاہتا ہوں"۔

"عینم کا دماغ بھک سے اُڑا۔" واٹ!! " وہ بے یقین تھی۔ "دادا وہ زکوٹا جن؟ آدھا پاگل انسان۔۔۔اس کے ساتھ میری شادی کروانا چاہتے ہیں آپ؟"

"ارے بس کرو عینا۔ایسی بھی کوئی بات نہیں۔اچھا خاصا پوتا ہے ہمارا۔"

"چلیں کسی نہ کسی سے تو شادی کرنی ہے تو کیوں نہ اس چیری بلاسم سے کر کے ساری زندگی اسے ذلیل کیا جائے۔" آخر میں وہ کھل کر ہنسی۔

"تو مطلب میں ہاں سمجھوں؟" داداجان خوش ہوئے۔

"جی داداجان۔" کہتی ہوئی وہ روم میں بھاگ گئی۔

《☆☆☆》

حمزہ کی سری لنکا سے واپسی پر نکاح کی تقریب رکھی گئی تھی۔ صدیقی مینشن کے لان میں سفید اور سرخ پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ نکاح کے لیے پھولوں کی جھالر کی ایک دیوار بنا کر دونوں اطراف میں صوفے رکھے گئے تھے۔ حمزہ صوفے پر بیٹھا تھا۔ ساحل اور رافع اس کے ساتھ بیٹھے اسے چھیڑ رہے تھے۔ جس پر وہ بس ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میقات کو لڑکیوں کے جھرمٹ میں لایا گیا۔ وہ آف وائٹ رنگ کے گرارے میں ملبوس تھی۔ چہرے پہ میک اپ اور کلائیوں میں چوڑیوں کے ساتھ تازہ گلاب کے گجرے پہنے وہ صحیح معنوں میں کوئی حور معلوم ہو رہی تھی۔ سرخ جالی دار دوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھ رکھا تھا جس پر سنہری کڑھائی سے "حمزہ کی دلہن" لکھا ہوا تھا۔ اسے پردے کی دوسری جانب بٹھایا گیا۔

نکاح شروع کیا گیا۔ قاضی صاحب نے دعا اور کلمات کے بعد حمزہ سے رضامندی چاہی۔

"حمزہ ابتصام ولد ابتصام صدیقی کیا آپکو میقات عالم ولد جہانزیب عالم کے ساتھ یہ نکاح قبول ہے۔" حمزہ نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔ پھر آہستہ سے کہا۔ "قبول ہے۔"

قبول ہے؟۔۔۔۔۔ "قبول ہے۔"

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟۔۔۔ "پورے دل سے قبول ہے"۔ نظریں سامنے بیٹھی میقات پر جمی تھیں جسکی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ حمزہ کے دل میں سکون سا اتر گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر میقات سے رضامندی لی گئی۔

"میقات عالم بنت جہانزیب عالم آپ کا نکاح حمزہ ابتصام ولد ابتصام صدیقی کے ساتھ حق مہر دس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت منعقد کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو قبول ہے؟" میقات کو اس وقت اپنے بابا کی شدت سے یاد آئی۔ ایک آنسو نکل کر گال پر بہہ گیا۔ دادا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ عینم نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس نے پردے کے پار نظر آتے شخص کو دیکھا۔ پھر دھیرے سے کہا۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

نکاح مکمل ہوا۔ مبارکباد دی گئی۔ عینم نے گلے ملتے ہوئے اسکا ماتھا چوما۔ حلیمہ چچی نے اٹھ کر اسکی نظر اتاری۔ سب حمزہ کیساتھ گلے مل رہے تھے۔

"نو وا گرل کے ساتھ ہیپی اینڈنگ مبارک ہو میرے یار۔" رافع نے گلے ملتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ حمزہ کے لبوں سے مسکراہٹ ایک پل کے لیے بھی جدا نہیں ہو رہی تھی۔ پھر عینم نے پردہ ہٹا دیا تو وہ بڑھ کر میقات کے پاس آیا۔ پھر اسکا گھونگٹ اٹھاتے اسکی پیشانی کو محبت سے چوما۔ میقات کی روح سرشار ہو گئی۔ اس لمس میں عقیدت تھی, محبت تھی, سکون تھا۔

"مبارک ہو۔" حمزہ نے گھمبیر سرگوشی کی۔ میقات سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ نظریں جھکا دیں۔ "آپکو بھی۔"

دادا انکی سینپ بنا کر کیپشن "بچوں کو نکاح تکمیل کو پہنچا الحمدللہ" لکھتے سینڈ کر چکے تھے۔

"اب ایک اور جوڑے کا بھی نکاح ہو گا۔" دادا نے سب کو مخاطب کیا۔

"بہو ! عینا بیٹی کے سر پر دوپٹہ اوڑھائیے۔" دادا نے حلیمہ چچی سے کہا۔ انہوں نے سرخ جالی دار دوپٹہ اوڑھایا جس پر "رافع کی دلہن" لکھا ہوا تھا۔ رافع نے بے یقینی سے عینم کی طرف دیکھا جو کہ اب دلہن کی جگہ پر بیٹھ چکی تھی۔ حمزہ نے اسے پکڑ کر اپنی جگہ بٹھایا۔۔

رافع نے عینم کے پر سکون چہرے کو دیکھا۔ وہ اس ساری کاروائی کو حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔ قاضی صاحب اس سے رضامندی لے رہے تھے۔

"رافع ہمدان ! کیا آپکو عینم گل بنت ابتصام صدیقی کے ساتھ نکاح قبول ہے؟"

وہ بے یقین تھا۔ کیا دل کی خاموش التجائیں اتنی جلدی سن لی جاتی ہیں۔ پھر اس نے لبوں کو ہلکی سے جنبش دی "قبول ہے۔ قبول ہے، قبول ہے۔"

یوں تین بار آج اس نے عینم گل کو سب کے سامنے قبول کر لیا تھا۔ دل تو اسے برسوں پہلے قبول کر چکا تھا۔

پھر عینم سے رضامندی لی گئی۔

"عینم گل بنت ابتصام صدیقی آپ کا نکاح رافع ہمدان ولد ہمدان صدیقی کے ساتھ حق مہر دس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔"

"جی قبول ہے۔" عینم نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

قبول ہے؟ "جی جی مجھے یہ زکوٹا جن قبول ہے۔" اس کے عجیب قبول ہے نے سب کو ہنسی دبانے پر مجبور کر دیا۔ سامنے بیٹھا رافع پورے دل سے مسکرایا۔

نکاح ہو جانے کے بعد ایک بار پھر مبارکباد کا سلسلہ چلا۔ اور پھر دادا نے سب کے ساتھ مل کر خوب سنیپس بنائیں۔ آخر کار وہ ایک مکمل خوشحال فیملی تھی۔

《☆☆☆》

رات کے تقریباً بارہ بجے والے تھے۔ عینم ابھی تک اپنے ایستھیٹک کلکس لینے میں مصروف تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجائیں۔" اس نے مصروفیت سے کہا۔ رافع اندر داخل ہوا۔

"زکوٹا جن تم ! اس وقت یہاں؟" وہ اسے دیکھ کر چونکی۔ "چلو اچھا ہی ہوا آ گئے ہو۔ میری کچھ پکس تو لو اچھی سی۔ مجھے ایک بھی پسند نہیں آ رہی۔" وہ اپنا فون اسے تھماتی ہوئی بولی۔

"اب رافع بیچارہ چند گھنٹوں کی بیوی کی تصاویر اور ویڈیوز بنا رہا تھا۔"

"دیکھو اب میں اپنا جھمکا ٹھیک کرونگی اور تم سائیڈ سے کیپچر کروگے۔اوکے؟"وہ اسے ہدایات دیتی کلپس بنوا رہی تھی

"بس کرو کرنانی چڑیل۔شوہر ہوں تمہارا۔فوٹو گرافر نہیں۔"رافع بالآخر تھک کر بولا۔

"اوہ شوہر سے یاد آیا, یہاں آؤ کچھ کپل شاٹس لیتے ہیں۔"پھر وہ کبھی اسکا ہاتھ پکڑ کر چلتی۔کبھی اسکا کالر درست کرتی ویڈیو بناتی۔۔بالآخر دونوں تھک کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

"رافع!"اس نے پکارا۔

"جی"اس نے معصومیت سے جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کتنا عجیب لگ رہا ہے ناں۔"

"جی"

"تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ایسے مت بولو۔اور عیجب لگتے ہو۔"وہ جھنجھلائی۔

"اچھا نہیں بولتا"رافع نے ہار مانی۔

"کیا یار کیا سوچا تھا سالار سکندر, جہان سکندر, مہدی کمبیر, جیسا بندہ ملے گا۔اور کہاں یہ زکوٹا جن گلے پڑ گیا۔"

"ایکسکیوز می ! یہ کچھ زیادہ نہیں ہو رہا؟ میں اپنی بیوی کے منہ سے کسی غیر مرد کا نام نہیں سنوں گا اب۔" رافع نے جل کر کہا۔

"ابھی زیادہ کہاں۔۔۔فاتح, عمر, فارس, یاسر, قیس۔۔۔ان سب کے نام تو میں نے لیے ہی نہیں۔" اس نے بہت سارے نام گنوا کر کہا۔

"میں آئندہ کسی ایک بھی نام نہیں سنوں گا۔"

"یہ اب کچھ زیادہ نہیں ہو گیا؟ کہہ تو ایسے رہے ہو جیسے بڑی محبت کرتے ہو۔" رافع ہلکا سا مسکرایا۔

"ہاں تم کیا جانو۔۔۔

برسوں سے تیری محبت کا روزہ دار ہوں میں

صدیوں سے تُو دل میں اعتکاف کیے بیٹھی ہے۔

(بنتِ فیاض)

عینم گل تھم سی گئی۔اس کے الفاظ کا سحر تھا یا اظہار کا اثر۔وہ کچھ کہہ ہی نہ پائی۔بس یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

رافع آہستہ سے اس کے سامنے ایک گھٹنہ زمین پر رکھتے بیٹھ گیا۔پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"کرنانی چڑیل! کیا تمہیں زکوٹا جن کا ساتھ عمر بھر کے لیے قبول ہے؟"عینم نے دھیرے سے اثبات ہلایا۔

رافع نے اسکا ہاتھ لبوں سے لگا کر باری باری دونوں آنکھوں سے لگایا۔

"سو جاؤ اب۔"مسکراکر کہتا ہوا باہر نکل گیا۔عینم گل چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے شرمادی۔

《☆☆☆》

رمضان کے آخری ایام چل رہے تھے۔خاندان میں سے کس کے گھر افطاری کی دعوت تھی تو سب وہیں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔حمزہ تیار ہو کر نیچے آیا۔رافع گاڑی میں فروٹس رکھوا رہا تھا۔

"عین تمہاری بھابھی کہاں ہے؟حمزہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ تو نہیں جارہی۔سب نے کہا چلنے کا لیکن وہ بضد ہے۔"

"اوہ اچھا ہوا۔میں بھی تو نہیں جارہا۔"حمزہ نے بات بنائی۔

"بس کریں جناب۔۔میں سب سمجھ رہی ہوں۔"عینم نے شرارتی انداز میں کہا۔

حمزہ کو اگر پہلے معلوم ہوتا کہ میقات نہیں جارہی تو وہ جانے لے لیے کبھی حامی نہ بھرتا۔پھر دادا سے سر درد کا بہانہ بنا کر وہیں رک گیا۔

حمزہ نے میقات کو سپیشل فیل کروانے کے لیے بازار سے گجرے اور اور یو آئس کریم لانے کا ارادہ کیا۔پھر اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر نکل گیا۔

جب وہ گجرے اور آئس کریم لے کر آیا تو سارے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔شاید اچانک لائٹ چلی گئی تھی۔کچن سے بھینی بھینی مہک اٹھ رہی تھی۔خان بابا کو چھٹی دی تھی تو کچن میں ایک ہی شخص کی موجودگی متوقع تھی۔اس نے شاپنگ بیگ لاؤنج میں رکھتے قدم کچن کی جانب بڑھا دیے۔

نالز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کچن میں سلیب پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ حمزہ بھاگ کر اس کے پاس گیا۔

"سٹرینجر! کیا ہوا؟" حمزہ نے اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا۔ اسکی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ میقات نے نظر اٹھا کر اپنے شوہر کو دیکھا۔

پھر بے اختیار سر اسکے سینے پہ ٹکا دیا۔ آنکھ سے آنسو پھسل کر حمزہ کی شرٹ میں جذب ہوا۔

"آپ نہیں گئے؟؟؟" اس نے تھوڑی دیر بعد ایسے ہی دھیرے سے پوچھا۔

"تم اکیلی تھی تو کیسے جاتا؟" حمزہ نے اس کے بالوں پر لب رکھتے اسے تحفظ بخشا تھا۔

"لائٹ چلی گئی تھی تو میں ڈر گئی تھی۔" اس نے بہت دھیمی آواز میں کہا۔ حمزہ اس کی باتیں بمشکل سن پا رہا تھا۔

"کیوں ڈر گئی تھی میری بیگم؟" اس نے پیار سے پوچھا۔

"مجھے لگا میں اکیلی ہوں اور پھر پکوڑے بناتے ہاتھ بھی جل گیا۔" وہ کسے بچے کی طرح اسے ہر بات کی شکایت لگانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے ہوتے ہوئے اکیلے ہونے کا خیال تو اپنے ذہن سے نکال ہی دیں محترمہ۔اور ہاتھ دکھاؤ مجھے وہ فوراًاس کا ہاتھ دیکھنے لگا۔اوہ گاڈ رکو میں آئینٹمنٹ لے کر آتا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد وہ دوائی لے کر آچکا تھا۔پہلے اس کے دونوں ہاتھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا پھر اس پر دوائی لگانے لگا۔

"کس نے کہا بیگم صاحبہ افطاری بنانے کو؟میں ویسے بھی آرڈر کرنے والا تھا۔"

"مجھے گھر کا کھانا تھا۔"اس نے معصومیت سے کہا۔

"چلیں آج تمہارا شوہر کھانا بنا کر کھلائے گا۔شروعات ہم پکوڑوں سے شروع کرتے ہیں۔"

وہ اسے کرسی پر بٹھاتا خود اپرن اور گلوز پہننے لگا۔میقات اب ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ اسے دیکھنے لگی۔

وہ پہلے تو اتنی حساس نہ تھی۔۔

"خیر جب ناز اٹھانے والا مل جائے ناز کی تو پھر آہی جاتی ہے۔"

《☆☆☆》

آسمان پر عید کا چاند پوری شان سے جگمگ کر رہا تھا۔ حمزہ ابتصام کی خواہش پر چاند رات کو ہی ان کی رخصتی رکھی گئی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا پردوں کو ہلا رہی تھی۔ حمزہ کا وسیع کمرہ پھولوں سے آراستہ اس وقت خود ایک دلہن کا منظر پیش کر رہا تھا۔ زمین پر پھولوں کی روش بنائی گئی تھی جس کے کنارے موم بتیاں جل رہی تھیں۔ میرون رنگ کے عروسی جوڑے میں ملبوس وہ چاند سی دلہن کھڑکی کے پاس کھڑی چاند کو تک رہی تھی۔ جو بادلوں کے ساتھ لکاچھپی کھیل رہا تھا۔ ہلکی ہوا اسے مزید پُرسکون بنا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھلا۔ دل نے بے اختیار بیٹ مِس کی۔ سیاہ شیروانی میں ملبوس حمزہ ابتصام اندر داخل ہوا۔ آج تو وہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ اس نے بیڈ پر نظر ڈالی تو اسے خالی پایا۔ پھر نظر کھڑکی پر گئی۔ اسکی دلہن چاند کو تک رہی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے اسکے قریب گیا۔

"سلامٌ علیکم قلبی" حمزہ نے اسکے کان کے قریب سرگوشی کی۔

"وعلیکم السلام" میقات نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہ حمزہ کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔

"اب ذرا چہرہ بھی تو ادھر کریں محترمہ"۔

"پہلے میری منہ دکھائی دیں۔" وہ سکون سے بولی۔

"ہزار بار تو دیکھا ہوا ہے یہ منہ۔ اسکی کیا منہ دکھائی۔" حمزہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"یہ منہ دکھائی اس لیے ہے تاکہ آپ آئندہ بھی ہزار بار یہ چہرہ دیکھ سکیں۔" اس نے جل کر کہا۔

"چلیں بھئی پھر یہ لیں منہ دکھائی۔ چہرہ تو ہم صرف ہزار نہیں کئی ہزار بار دیکھنا چاہتے ہیں۔

میقات اس کی طرف پلٹی۔ حمزہ یک ٹک اسے دیکھنے لگا۔ چاند کی روشنی اسکے چہرے پر براہ راست پڑ رہی تھی۔ اسکی ناک کی نتھلی چمک رہی تھی۔ حمزہ نے ایک نظر چاند کو دیکھا پھر میقات کے چہرے کو۔

"میری دلہن چاند سے زیادہ خوبصورت ہے۔" حمزہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بلش کر گئی۔۔

حمزہ نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما۔ پھر جیب سے ایک مخملی ڈبی نکالی۔ جس میں تنہا نگینے والی ڈائمنڈ رِنگ تھی۔ حمزہ نے ڈبی صوفے پر اچھالتے ہوئے انگوٹھی اسکی انگلی کی زینت بنائی۔ پھر نرمی سے اسکے ہاتھ کو لبوں سے چھو کر آنکھوں سے لگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آج میں دنیا کا سب سے خوش قسمت شخص ہوں کیونکہ میرے پاس تم ہو۔ میں دنیا کا امیر شخص ہوں کیونکہ میرے پاس تم ہو۔ میری نووا گرل, مسٹریس, میری اسٹرینجر۔۔۔جانم۔۔۔"

میقات کی آنکھوں میں نمی آگئی۔

"señi çok sevyörem “

میقات نے کہتے ہوئے سر اس کے کندھے سے ٹکا دیا۔

"یار اس کا مطلب تو بتا دو۔" حمزہ کو اس دن بھی اسکا مطلب نہیں بتایا گیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے میں۔۔۔آپ سے۔۔۔۔بے پناہ محبت کرتی ہوں۔" ان الفاظ سے حمزہ ابتصام کی روح سرشار ہو گئی۔

Clubb of Quality Content

"واقعی؟؟؟"

"جی " ! وہ جو سر اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی پھر سے اس کے کندھے سے سر ٹِکا گئی۔ حمزہ نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد بازو کا حصار قائم کیا۔

عید کا چاند یہ منظر دیکھ کر شرما گیا۔

《☆☆☆》

عید کی صبح عینم اور میقات دونوں کچن میں تھیں۔ میقات کے لاکھ منتیں کرنے کے باوجود بھی اسے کوئی کام نہیں کرنے دیا جارہا تھا۔

"مرد حضرات عید کی نماز ادا کرنے کے بعد قبرستان جاتے, پھر گھر آتے تھے۔ عینم ڈائننگ ٹیبل پر کھیر, رس ملائی اور شیر خورمہ سجا رہی تھی۔ اس نے لیونڈر کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ بال آج پونی ٹیل میں نہیں بندھے تھے بلکہ کھلے چھوڑے تھے۔ کانوں میں آویزے تھے۔ کشمیری چوڑیوں اور مہندی سے سجے ہاتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

میقات کچن میں حلیمہ چچی کے ساتھ باتوں میں مگن تھی کہ داداجان کے ہمراہ وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے۔ رافع کو دیکھتے ہی عینم کے دل نے بیٹ مس کی۔ وہ آج پہلی بار اپنے علاوہ کسی اور کے لیے سجی تھی۔ اس شخص کے لیے جس کی وہ منکوحہ تھی۔ اس نے اپنے بال سیٹ کیے اور پلیٹس لگانے لگی۔

حمزہ نے آتے ہی اسے اپنے ساتھ لگا کر سر پہ پیار دیا۔

"عید مبارک میری جان۔" حمزہ نے اپنا والٹ اسے تھمایا۔

"بھائی ایسے نہیں ناں۔۔ مجھے اندر سے نکال کر دیں۔" اب وہ حمزہ سے عیدی وصول کر رہی تھی۔

"ویسے جتنی پیاری میری بہن لگ رہی ہے ناں, لگتا ہے پراپرٹی بیچنی پڑے گی۔ اسکی بات پر عینم کھلکھلادی۔ پھر حمزہ نے عینم کو اس کے پسندیدہ شخص یعنی قائداعظم چند نارنجی نوٹوں کی صورت میں تھمائے۔

پھر عینم دادا سے ملنے لگی۔

"میری پوتی تو بہت پیاری لگ رہی ہے ماشائللہ" انہوں نے پہلے صدقہ اتارا پھر اسے عیدی دی۔ عینم اس سب میں کسی کی نظریں مسلسل خود پر محسوس کر رہی تھی۔

رافع کا پسندیدہ رنگ پہن کر وہ اسے گنگ رہنے پر مجبور کر چکی تھی۔ اوپر سے اسکی زلفیں۔۔۔ رافع ہمدان دل پکڑ کر بیٹھا تھا۔ ان سب سے مل کر وہ رافع کی طرف گئی۔

"عید مبارک زکوٹا جن۔" وہ اپنی چوڑیاں درست کرتے مسکرا کر بولی۔

"تمہیں بھی کرنانی چڑیل۔" رافع مسکرایا۔

"چلو عیدی لاؤ میری۔"اس نے ہتھیلی پھیلائی۔ رافع نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔"جاؤ عیدی میں تمہیں رافع ہمدان دیا۔"

عینم نے اسکے ہاتھ پر چپت لگائی۔

پھر رافع نے ایک لفافہ اسکی طرف بڑھایا۔ جس میں سرخ گلاب تھا۔اوپر عید مبارک لکھا ہوا تھا۔عینم نے وہ لفافہ اسکے ہاتھ سے لیااور مسکراتے ہوئے بنا شکریہ ادا کیے وہاں سے جاچکی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عینم اور میقات باہر آئیں۔سب کھانے کی میز پر بیٹھے تھے۔ حمزہ نے پانی پینے کو گلاس اٹھایا کہ نظریں میقات پر گئیں اور پلٹنا بھول گئیں۔گلاس والا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ وہ گہرے سرخ رنگ کے کڑھائی دار جوڑے میں ملبوس تھی۔بالوں کو کرل کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ہاتھوں میں سرخ کشمیری چوڑیاں تھیں۔ جو کہ دونوں نے ضد کر کے رافع سے منگوائی تھیں۔ہلکی سرخ لپ اسٹک میں وہ نئی نویلی دلہن بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ حمزہ کو وہ لڑکی ایک بار پھر دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"حمزہ پانی پی چکے ہو تو گلاس رکھ دو بھائی۔"رافع نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مسکراہٹ دبا کر کہا جس پر حمزہ ہڑبڑا گیا۔

میقات نے دادا جان اور رافع سے عیدی وصول کی۔ پھر سب نے خوشگوار ماحول میں میٹھی عید کا میٹھا کھایا۔

《☆☆☆》

حمزہ اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا جب وہ روم میں داخل ہوئی۔

"عید مبارک۔" اس نے قریب آکر کہا۔

"عید مبارک زوجہ محترمہ۔" حمزہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے قتل کرنے کا ارادہ ہے کیا؟ آج بڑے ہینڈسم لگ رہے ہیں۔" میقات نے اسکا کالر درست کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آپ کی قربت میں نکھر جو گیا ہوں بیوی صاحبہ۔" اس نے بازو اسکے دونوں کندھوں کے گرد رکھے۔ میقات مسکرا کر نظریں جھکا گئی۔

"چلیں میری عیدی لائیں۔" اس نے ہاتھ آگے پھیلایا۔

حمزہ الماری سے ایک باکس نکال کر لایا اور اس کے ہاتھ پر رکھا۔

میقات بیڈ پر بیٹھتی باکس کھول کر دیکھنے لگی۔اس میں چند کاغذات تھے۔میقات نے انہیں کھول کر دیکھا تو آنکھوں میں حیرت اور نمی در آئی۔

"حمزہ۔۔۔یہ تو۔۔"

"جی آپ کے بابا کا گھر جو کہ میں خرید کر اپنی ڈیئرسٹ وائف کے نام کر دیا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حمزہ۔۔"خوشی کے مارے الفاظ گم ہو گئے۔" تھینکیو۔" کہتے ہوئے اس نے ساتھ بیٹھے حمزہ کے کندھے سے سر ٹکا دیا۔حمزہ نے نرمی سے اسکے گرد بازو پھیلا دیا۔

"بس یہی خوشی دیکھنی تھی۔۔"

"ویسے مجھے تو کیش میں عیدی چاہیے۔یہ کیا بات ہوئی آپ مجھے کاغذات پر ٹرخا رہے ہیں۔"اس نے الگ ہوتے ہوئے اپنا مدعا پیش کیا۔

حمزہ کا منہ کھل گیا۔

"اس کے کروڑوں جس گھر کو خریدنے میں لگے تھے اسکی بیوی اسے ٹرخانا کہہ رہی تھی۔" غضب خدا کا۔

"تف ہے بیگم صاحبہ۔اگر محبت کرنے سے پہلے ایک بار تم سے مل لیتا تو میں خودکشی کر لیتا لیکن یہ شادی نہ کرتا۔یہ تو غلطی سے محبت ہو گئی۔"وہ گہرے صدمے میں تھا۔

"ایک تو عیدی نہیں دے رہے۔اوپر سے مجھ سے شادی کرنا غلطی کہہ رہے ہیں۔ابھی دادا کو جا کے بتاتی ہوں۔" کہتی ہوئی وہ جانے کے لیے اٹھی۔

"ارے دادا کی پوتی ادھر آؤ۔"اس نے اسے پکڑ کر واپس بٹھایا۔"مذاق کر رہا تھا یار۔تم تو میری خاص الخاص محبت ہو۔صرف اس دنیا میں نہیں آخرت میں بھی مجھے ستر حوروں کی خواہش نہیں ہے مجھے بس میری نوا گرل چاہیے۔"اس کے پیار سے منانے پر وہ دوبارہ اس کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔

"اور مجھے آپ۔فی الدنیا والآخرۃ۔"وقت نے مسکرا کر اس رشتے کو سلامتی کی دعائیں دی تھیں۔

تمت بالخیر

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842